عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۱۸ تا ۲۴ ذیقعد ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۷ مارچ تا ۳ اپریل ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۴۴

جسم انسانی پر محسن انسانیت کے احسان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اور مقام نبوت

صحابہ کرامؓ معیار حق

امریکہ کا بگڑتا ہوا معاشرہ اور اسلامی دعوت کے امکانات

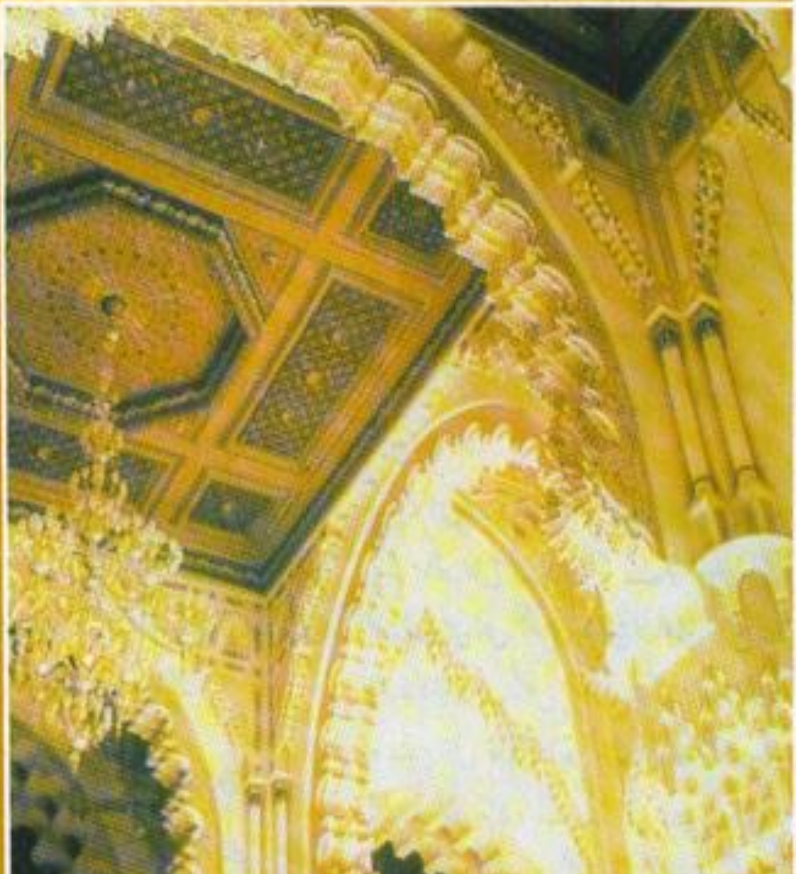

قادیانیت اسلام کے خلاف منظم بین الاقوامی سازش

قیمت: ۵ روپے

س…… ایک شخص مرزائیوں (جو بالاجماع کافر ہیں) کے پاس آتا جاتا ہے اور ان کے لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتا ہے اور بعض مرزائیوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ یہ ہمارا آدمی ہے یعنی مرزائی ہے مگر جب خود اس سے پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ میں مسلمان ہوں اور ختم نبوت اور حیات عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرحمۃ و فرضیت جہاد وغیرہ تمام عقائد اسلام کا قائل ہوں اور مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو کافر کذاب، دجال خارج از اسلام سمجھتا ہوں تو کیا وجوہ بالا کی بناء پر اس شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے گا۔ اگر از روئے شریعت وہ کافر نہیں ہے تو اس پر فتویٰ کفر لگانے کے بارے میں کیا حکم ہے جبکہ ان کے عقائد مذکورہ معلوم ہونے پر بھی تکفیر کرتا ہو اور کفار والا ان کے ساتھ سلوک کرتا ہو اور اس کی نشرواشاعت کرتا ہو؟

ج…… ایسے شخص سے اس کے مسلمان رشتہ دار بائیکاٹ کریں سلام و کلام ختم کریں اس کو علیحدہ کردیں اور بیوی اس سے علیحدہ ہوجائے تاکہ یہ شخص اپنی حرکات سے باز آئے۔ اگر باز آگیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو کافر سمجھ کر کافروں جیسا معاملہ کیا جائے۔

قادیانی کی دعوت اور اسلامی غیرت

س…… ایک ادارہ جس میں تقریباً ۲۵ افراد ملازم ہیں اور ان میں ایک قادیانی بھی شامل ہے اور اس قادیانی نے اپنے احمدی (قادیانی) ہونے کا برملا اظہار بھی کیا ہوا ہے اب وہی قادیانی ملازم اپنے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں تمام اسٹاف کو دعوت دینا چاہتا ہے اور اسٹاف کے کئی ممبران اس کی دعوت میں شریک ہونے کو تیار ہیں۔ جبکہ چند ایک ملازمین اس کی دعوت قبول کرنے پر تیار نہیں کیونکہ ان کے خیال میں چونکہ جملہ قسم کے مرزائی مرتد، دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں اور اسلام کے غدار ہیں تو ایسے مذہب سے تعلق رکھنے والوں کی دعوت قبول کرنا درست نہیں ہے۔ آپ برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں کہ کسی بھی قادیانی کی دعوت قبول کرنا ایک مسلمان کے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے تاکہ آئندہ کے لئے اسی کے مطابق لائحہ عمل تیار ہوسکے؟

ج…… مرزائی کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلمان اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر اور حرامزادے کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ "میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں ان سے بدتر کتیاں ہیں"۔ جو شخص آپ کو کتا، خنزیر، حرامزادہ اور کافر یہودی کہتا ہو اس کی تقریب میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟ یہ فتویٰ آپ مجھ سے نہیں بلکہ خود اپنی اسلامی غیرت سے پوچھئے۔

قادیانیوں کی تقریب میں شریک ہونا

س…… اگر پڑوس میں زیادہ اہلسنّت جماعت رہتے ہوں چند گھر قادیانی فرقہ کے ہوں ان لوگوں سے بوجہ پڑوسی ہونے کے شادی بیاہ میں کھانا پینا ویسے راہ و رسم رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… قادیانیوں کا حکم مرتدین کا ہے ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا یا ان کی تقریب میں شریک ہونا جائز نہیں قیامت کے دن خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کی جوابدہی کرنی ہوگی۔

قادیانیوں سے رشتہ کرنا یا ان کی دعوت کھانا جائز نہیں

س…… قادیانیوں کی دعوت کھالینے سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ نیز ایسے انسان کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوسکتی ہے یا نہیں؟

ج…… اگر کوئی قادیانی کو کافر سمجھ کر اس کی دعوت کھاتا ہے تو گناہ بھی ہے اور بے غیرتی بھی، مگر کفر نہیں، جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دوستی رکھے اس کو سوچنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائے گا۔

س…… اگر کوئی شخص کسی قادیانی عورت سے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ عورت قادیانی ہے عقد کرلیتا ہے تو اس کا نکاح ہوا کہ نہیں اور اس شخص کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

ج…… قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے رہا یہ کہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والا مسلمان بھی رہا یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ:

الف : اگر اس کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد معلوم نہیں۔ یا

ب : اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ قادیانی مرتدوں کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا …… تو ان دونوں صورتوں میں اس شخص کو خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا البتہ اس شخص پر لازم ہے کہ مسئلہ معلوم ہونے پر اس قادیانی مرتد عورت کو فوراً علیحدہ کردے اور آئندہ کے لئے اس سے ازدواجی تعلقات نہ رکھے اور اس فعل پر توبہ کرے اور اگر یہ شخص قادیانیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ شخص بھی کافر اور خارج از ایمان ہے۔ کیونکہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنا خود کفر ہے اس شخص پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔ ●●

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۵ شمارہ ۴۴

۱۸ تا ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ
بمطابق ۲۷ مارچ تا ۲ اپریل ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی — مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین: ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- قادیانیوں کی شرانگیزیاں اور نواز شریف کی حکومت ۳
- جسم انسانی پر محسن انسانیت کا احسان ۶
- نبی کی حیثیت اور مقام نبوت ۹
- قادیانیت اسلام کے خلاف منظم بین الاقوامی سازش ۱۳
- ندائے پاکستان ۱۶
- حیات عیسیٰ علیہ السلام ۱۸
- صحابہ کرام کا معیار حق ۲۱
- امریکہ کا گمراہ معاشرہ اور اسلامی دعوت کے امکانات ۲۳

زرِ تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے — ششماہی ۱۲۵ روپے — سہ ماہی ۶۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ اور ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت حبیب بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۸ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122-583486 فیکس 542277

LONDON OFFICE

35 STOCK WELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا | طابع: سید شاہد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: ۱۰۳ ابزرورٹا لارنس کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانیوں کی شرانگیزیاں اور نواز شریف کی حکومت

گزشتہ سو سال سے قادیانیوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ چور دروازے سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے اور بھلائی کا لبادہ اوڑھ کر اندر ہی اندر مسلمانوں کو ڈستے ہیں۔ جب تمام مسلمان انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی میں مصروف تھے اور شاملی اور دھلی کے میدانوں میں انگریز کے خلاف صف آراء ہو کر داد شجاعت دے رہے تھے تو مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان انگریز حکومت اور فوج کی مدد کرتے ہوئے پچاس گھوڑوں کا نذرانہ پیش کر رہا تھا۔ دوبارہ جب عرصہ دراز کے بعد مسلمانوں نے پھر منظم ہو کر انگریزوں کے خلاف جدوجہد آزادی شروع کی تو مرزا غلام احمد قادیانی نے وائسرائے ہند کو خط لکھ دیا تھا کہ قادیانی جماعت انگریز حکومت کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور ملکہ عالیہ کو اللہ کا سایہ سمجھتی ہے اور ہمیشہ انگریز سرکار کی وفادار رہی ہے اور بقول مرزا غلام احمد غدر میں انگریز کی حمایت میں پچاس گھوڑوں کا نذرانہ پیش کر چکی ہے اس لئے قادیانی جماعت پر نظر شفقت جاری رکھی جائے اور علماء کے زمرے میں شامل کر کے ان کو گرفتار نہ کیا جائے بلکہ مسلمانوں کے مقابلے میں ان کی سرپرستی کی جائے تاکہ مسلمانوں کے مقابلے میں ان کو تقویت حاصل ہو۔ اسی طرح مسلمانان ہند نے علماء کرام کی قیادت میں آزادی ملک اور غلامی سے نجات کے لئے جہاد کا اعلان کیا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا نبی بن کر اعلان کیا کہ جہاد کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ اور ایک جگہ لکھا کہ میں نے جہاد کی حرمت اور انگریزوں کی حمایت میں اتنی کتابیں لکھیں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں۔ جب تقسیم ہند کا فارمولا طے پا گیا اور اس میں آبادی کی بنیاد پر علاقوں کی تقسیم کا سلسلہ شروع ہوا تو قادیانیوں نے وائسرائے کو لکھا کہ ان کو مسلمانوں کی فہرست میں نہ لکھا جائے بلکہ علیحدہ لکھا جائے۔ اور بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہو گی کہ قادیانیوں، انگریزوں اور ہندوؤں کی سازش سے کشمیر کا الحاق پاکستان سے نہ ہو سکا۔ علامہ اقبالؒ نے کشمیر کمیٹی کے سلسلے میں اس سازش کی وضاحت کی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد انگریزوں کی سازش سے ظفر اللہ قادیانی وزیر خارجہ بن گیا اور اس کی کوششوں سے ربوہ شہر قادیانیوں کو مل گیا اور انہوں نے اس کو اپنا مرکز بنا لیا۔ ۵۳ء میں ظفر اللہ کی سازشوں سے بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی کوشش کی گئی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحریک ختم نبوت چلائی اور قادیانیوں کی اندرونی سازشوں کو ناکام بنایا۔ کچھ عرصہ بعد قادیانیوں نے پھر شرارت کی کوشش کی۔ محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء کرام کی متحدہ قیادت میں پوری قوم صف آراء ہو گئی اور ذوالفقار علی بھٹو کو مجبوراً اسمبلی کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا پڑا۔ صدر ضیاء الحق مرحوم کے مارشل لائی دور میں قادیانیوں نے محسوس کیا کہ مارشل لاء کی وجہ سے مسلمان کوئی تحریک نہیں چلا سکیں گے تو قادیانیوں نے پھر پرزے نکالنے شروع کئے۔ شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت میں مدنی مسجد اسلام آباد سے احتجاجی مارچ شروع ہوا تو وکیل ختم نبوت راجہ ظفر الحق کی کوششوں سے صدر ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جو قادیانیوں کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی اور ایسی مضبوطی سے فٹ ہو گئی کہ اس کو اکھاڑنے کے لئے قادیانی جماعت ہر موقع پر چور دروازے سے کوشش کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے ان کے لئے مزید رسوائی کا سامان بناتے ہیں۔ اس امتناع قادیانیت آرڈیننس کو منسوخ کرانے کے لئے قادیانی عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ میں گئے لیکن الحمد للہ منہ کی کھائی اور اس امتناع قادیانیت آرڈیننس کو پہلے آٹھویں ترمیم کے ضمن میں اسمبلی سے تحفظ حاصل ہوا اور پھر سپریم کورٹ کے فیصلوں نے اس کو مزید مستحکم کر دیا۔ گزشتہ ماہ نومبر ۹۶ء کو جب صدر فاروق احمد خان لغاری نے بے نظیر کی غیر شرعی حکومت ختم کر کے قوم کو عورت کی حکمرانی سے نجات دلائی تو نگران حکومت قائم ہوئی جو صرف تین ماہ کے لئے آئی تھی اور بہت ہی کمزور بنیادوں پر قائم تھی۔ تمام سیاسی جماعتیں اس حکومت کے خلاف تھیں دوسری طرف سیاسی جماعتیں انتخابی عمل میں مصروف ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی تحریک چلانے کی پوزیشن میں نہیں تھیں۔ اس صورت حال کا قادیانیوں نے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا اور بیورو کریسی اور اپنے بعض آقاؤں کی کوششوں سے مختلف محکموں میں کلیدی عہدوں پر فائز ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیئے۔ سندھ کی نگران حکومت میں ایک قادیانی کی تقرری نے ان کے لئے کچھ مواقع آسان کر دیئے۔ پی آئی اے میں اہم پوسٹوں پر بھرتی کی کوششیں شروع کر دیں۔ وزارت داخلہ کے ایک افسر کے ذریعہ سفارت خانوں کو حکم نامہ جاری کر دیا کہ قادیانیوں کو احمدی لکھا جائے قادیانی نہ لکھا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھرپور مزاحمت کی۔ مولانا فضل الرحمٰن، مولانا شاہ احمد نورانی نے صدر پاکستان کی توجہ اس طرف دلائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد مولانا فضل الرحمٰن کی سربراہی میں صدر سے ملا۔ سندھ میں ایک دن مکمل ہڑتال ہوئی، ریلی اور مظاہرے ہوئے لیکن کمزور حکومت نے اس سلسلے میں کوئی بھرپور اقدام اٹھانے سے گریز کیا۔ صدر فاروق احمد لغاری جیسے آدمی نے بھی اس مسئلہ کو سنجیدگی سے نہیں لیا اپنی ان معمولی کامیابیوں کو دیکھ کر مرزا طاہر آپے سے باہر ہو گیا اور پاکستان کے متعلق اول فول بکنے لگا، جھوٹی پیشگوئیاں شروع کر دیں، دوبارہ مباہلے کے اعلانات شروع کر دیئے اور ہوا اس میں اتنا آگے بڑھ گیا کہ صدر ضیاء الحق مرحوم جن کا سب سے بڑا تاریخی کارنامہ یہ تھا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا، ان کے بارے میں ہرزہ

سرائی کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ضیاء الحق مرحوم کی موت شہادت نہیں بلکہ قادیانیوں کی بددعاؤں کی وجہ سے ہلاکت تھی' اور ان کی شہادت کو اپنی حقانیت کی دلیل میں پیش کرنے لگا (تفصیلات کے لئے جنگ لندن ۱۵ جنوری کی اشاعت ملاحظہ فرمائیں) نگران حکومت کے دور میں کی گئی بھرتیوں کے بل بوتے پر قادیانیوں کی شرانگیزیوں کا سلسلہ تاحال جاری ہے۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے شکایات آرہی ہیں کہ قادیانی کھلے عام تبلیغ کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں "ٹنڈو آدم کے مولانا طاہر مکی کو اغواء کرکے غیرانسانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور دھمکیاں دی گئیں کہ امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب' مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب' مولانا اللہ وسایا اور مولانا احمد میاں حمادی کو قتل کیا جائے گا' وزارت داخلہ کا نوٹیفکیشن واپس لینے کے اقدام میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں' مرزا طاہر نے تمام قادیانیوں سے کہا ہے کہ وہ بددعائیں کریں کہ ان کے دشمن حضورؐ کو آخری نبی ماننے والوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا سمجھنے والوں کو جلد ہلاک اور تباہ کردے۔ پاکستان کے خلاف پوری دنیا میں مذموم اور جھوٹی پروپیگنڈہ مہم شروع کی ہوئی ہے' اندرون سندھ غریب ہاریوں کو زبردستی قادیانی بنایا جارہا ہے۔ الیکشن میں ایک طرف قادیانیوں نے حصہ نہ لینے کا اعلان کیا اور دوسری طرف بعض قادیانیوں نے مسلمانوں سے جھوٹ بول کر ووٹر لسٹ میں قادیانیوں کی حیثیت سے ان کے نام لکھوائے اور ووٹ ڈلوا کر قادیانیوں کی نشستوں پر اپنے نمائندے منتخب کرادیئے۔ اب ان ووٹروں کو زبردستی بلیک میل کرکے قادیانی بنانے کی کوششیں ہورہی ہیں۔ یہ تمام وہ اقدامات ہیں جو قادیانی چور دروازے کے ذریعے کررہے ہیں۔

محترم نواز شریف صاحب! آپ کا خاندان حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور ان کی غلامی کا دعویدار ہے۔ عمرہ وحج کی ادائیگی کا آپ کی طرف سے اہتمام کیا جاتا ہے۔ اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے نام پر آپ نے اقتدار حاصل کیا۔ صدر ضیاء الحق مرحوم سے دین کی وجہ سے آپ کو ایک خاص تعلق اور رشتہ ہے اور وہ آپ کو بیٹوں کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ آپ کی حکومت میں اگر قادیانیوں کو مراعات دی گئیں تو کل قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا آپ کس طرح کریں گے۔ اس لئے ہماری آپ سے اپیل ہے کہ :

- ○ صدر ضیاء الحق مرحوم کے جاری کردہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مکمل طور پر عمل درآمد کرائیں۔
- ○ صدر ضیاء الحق مرحوم کے خلاف بکواس کرنے کی پاداش مرزا طاہر پر مقدمہ چلایا جائے اور اس کو پاکستان واپس لایا جائے۔
- ○ وزارت داخلہ کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن واپس لیا جائے اور نیا حکمنامہ جاری کیا جائے کہ قادیانیوں کے پاسپورٹ اور شناختی کارڈ پر انہیں قادیانی لکھا جائے گا۔
- ○ قادیانیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ غیرمسلموں کی حیثیت سے پاکستانی شہری کی فہرست میں اپنا نام درج کرائیں اور مسلمانوں کی فہرست میں نام درج کرانے والے قادیانیوں پر مقدمہ چلایا جائے۔
- ○ جعلی طریقے سے منتخب ہونے والے قادیانیوں کی سیٹ منسوخ کرکے دوبارہ انتخاب کروایا جائے اور صرف قادیانیوں کو اس میں حصہ لینے کا پابند کیا جائے۔
- ○ سفارت خانوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا تعاقب کریں اور نوکری اور عہدے کا لالچ دے کر مسلمانوں کو قادیانیوں کی فہرست میں شامل کرنے والوں کے خلاف کارروائی کریں۔
- ○ زکوٰۃ کی طرح قادیانیوں سے جزیہ یا دولت ٹیکس ٹیکسوں کی رقم پر وصول کیا جائے۔
- ○ مولانا طاہر مکی پر قاتلانہ حملہ کرنے والوں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔
- ○ قادیانیوں کو دیئے گئے تعلیمی ادارے واپس لے کر مسلمانوں کے حوالے کئے جائیں۔

ان امور کو انجام دے کر آپ انشاء اللہ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق قرار پائیں گے ورنہ ہر حال قادیانی آپ کے خلاف سازشوں میں مصروف رہیں گے۔

مولانا طاہر مکی پر حملہ اور انتظامیہ کی بے حسی

دس دن سے زیادہ عرصہ گزر گیا کہ مولانا طاہر مکی کو قادیانیوں نے حملہ کرکے تشدد کا نشانہ بنایا۔ تاحال مولانا طاہر مکی کی سماعت کام نہیں کررہی۔ دماغی چوٹوں کی وجہ سے اکثر دورے پڑتے ہیں اور جسم بھی زخموں سے چور ہے۔ انتظامیہ کو بار بار متوجہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو گرفتار کیا جائے لیکن ایس ایچ او بڑی مشکل میں ایف آئی آر درج کرنے پر راضی ہوئے اور اب اس میں بھی گڑبڑ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ابھی تک مولانا کا بیان نہیں لیا گیا۔ گزشتہ کئی روز سے مشکوک گاڑیاں مولانا کی قیام گاہ کے گرد چکر لگارہی ہیں۔ مولانا حفیظ الرحمن کے مدرسہ کے ایک طالب علم کو اغواء کرنے کی کوشش کی گئی۔ جمعہ کو ٹنڈو آدم کے مسلمانوں نے احتجاجی جلوس بھی نکالا۔ وزیراعلیٰ کو ملاقات کے لئے فیکس روانہ کیا گیا لیکن تاحال کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ وزیراعظم نواز شریف سے اپیل ہے کہ وہ براہ راست وزیراعلیٰ کو حکم دیں کہ اس واقعہ کی تحقیقات کسی دیانتدار افسر سے کرا کر مجرموں کو گرفتار کرائیں اور مولانا احمد میاں حمادی کے خاندان کی حفاظت کا معقول انتظام کریں

جسم انسانی پر محسن انسانیت کا احسان

میجر ڈاکٹر رفیق احمد شیخ

نبی آخرالزمان آقائے نامدار' تاجدار حرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رحمتہ للعلمین بن کر آئے۔ زندگی کے ہر شعبے میں انسانیت اور انسانوں کی تربیت اور رہنمائی کا سامان کیا تاکہ تاقیامت آنے والی نسلیں فیض یاب ہوتی رہیں' انسانوں کی روحانی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے حضور پاک ﷺ نے اس پر بھی خصوصی توجہ دی۔ آپ ﷺ کوئی پیشہ ور طبیب نہیں تھے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے علم طب کے چند ایسے زریں اصول اپنے قول و فعل سے بتائے ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو رہتی دنیا تک انسانیت اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

بیماری

عام طور پر بیماری اور تکلیف کو مصیبت سمجھا جاتا ہے اور انسان پریشان ہو کر کئی ایسی حرکتیں کرتا ہے جو اسلام میں ناپسندیدہ ہیں' حالانکہ بیماری مصیبت نہیں بلکہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ "بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی تمام خطائیں ایک رات کے بخار سے دور فرماتا ہے"۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضور اکرم ﷺ کے سامنے بخار کا ذکر کیا گیا' اس پر ایک شخص نے بخار کو برا بھلا کہا تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا بخار کو برا بھلا نہ کہو۔ یہ گناہوں کو یوں پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کے زنگ اور میل کو نکھار دیتی ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ کوئی مومن مرد یا عورت ایسی نہیں کہ اسے کوئی مرض لاحق ہو اور اللہ اس مرض کو اس کے گزشتہ گناہوں کے دور ہو جانے کا ذریعہ نہ بنادے۔ بیماری ایک طرح کی نعمت ہے اس سے خطائیں معاف ہو جاتی ہیں' گناہ دور ہو جاتے ہیں' یہ انسان کے اندر سوز و گداز' عجز و انکساری' خوف خدا اور آخرت کا خیال پیدا کرتی ہے۔ صبر و شکر کے جذبات بیدار کرتی ہے۔ دوسروں کی تکلیف اور غم کا احساس دلاتی ہے اس طرح انسان کے ضمیر کو جگاتی ہے اور اگر بیمار مرد مومن ہے' تو آئندہ زندگی بہت بہتر بنا سکتا ہے۔

فلسفہ اسلام میں ہر تکلیف منجانب اللہ ہوتی ہے اور ایک کانٹے کے چبھنے سے بھی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ بیماری کے اس فلسفے کو اگر سمجھا جائے تو دوران مرض پریشانی کی بجائے صبر کرنا آسان ہو جائے اور صبر کی کیا عظمت ہے۔ اس سلسلے میں حضرت عطاء بن رباح رحمتہ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ مجھے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ان سب سے اللہ راضی ہو) کیا میں تمہیں ایک جنتی خاتون نہ دکھاؤں' میں نے عرض کیا کیوں نہیں' دکھایئے' انہوں نے فرمایا کہ کالے رنگ کی عورت کو دیکھو' یہ عورت ایک دفعہ حضور پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور بعض اوقات میرا ستر کھل جاتا ہے پس اللہ کریم سے میری صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اگر تم چاہو تو صبر کرو تمہیں جنت ملے گی اور چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری صحت کے لئے دعا کئے دیتا ہوں۔ اس عورت نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ میں صبر کروں گی' اس کے بعد اس خاتون نے عرض کیا" بس آپ اللہ سے یہ دعا فرما دیجئے کہ میری بے پردگی نہ ہو' چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی مسلمان کی شان یہ ہے کہ مرض کا انتہائی صبر اور شکر سے مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے شفاء اور جزا کا حقدار رہے۔"

علاج

حضور پاک ﷺ علاج کو حق قرار دیتے ہیں' آپ ﷺ اپنے مریضوں کو اس وقت کے اطباء کے پاس بھیجتے تھے۔ حضور پاک ﷺ کی آخری بیماری میں مدینہ کے اطباء آتے تھے اور آپ کو دوائی دیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں ان اطباء کے بتائے ہوئے نسخوں کو یاد کر لیتی تھی۔ اور بعد میں دوسرے مریضوں کو اس سے فائدہ پہنچتا تھا۔ اس زمانے میں عرب کا سب سے بڑا طبیب حارث بن کلاہ' تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے علم طب میں اپنا مقام پیدا کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جو محمد ﷺ کے چچازاد بھائی تھے اور نوجوان صحابی علم و فضل میں ان کا جواب نہ تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے سوال کیا "یارسول اللہ ﷺ کیا تقدیر کے معاملے میں دوا

سود مند ثابت ہو سکتی ہے"۔ اس کا جواب حضور پاک ﷺ نے یوں دیا' دوا بھی تو تقدیر الٰہی ہے۔ وہ جسے چاہے نقصان اور جسے چاہے نفع بخشتی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے اور حدیث میں فرمایا "اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی شفاء نہ ہو"۔ یہ حدیث ریسرچ اور جستجو کے لئے راستے کھولنے کے لئے نشان راہ ہے' دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اسی صدی میں ۳۵ء/۱۹۳۰ء تک جراثیم کش اینٹی بایاٹکس کا وجود نہیں تھا۔ اور لاکھوں اموات جراثیم کے حملے کا نتیجہ ہوتی تھیں۔ نمونیا' ٹائیفائیڈ وغیرہ خطرناک بیماریوں میں شمار ہوتی تھیں اور تپ دق تو جان لیوا بیماری سمجھی جاتی تھی۔ یہ بیماریاں اب قابل علاج ہیں اور تپ دق (ٹی بی) کے لئے اب صرف تین ماہ کا علاج کافی ہوتا ہے۔ اسی طرح کینسر چند سال قبل لاعلاج تھا۔ آج الحمدللہ بڑی حد تک قابل علاج ہے۔ جونہی کوئی نئی بیماری تشخیص ہوتی ہے۔ تحقیقاتی ادارے اس کے علاج کی جستجو میں کام شروع کردیتے ہیں اور عام طور پر کچھ نہ کچھ حل نکال لیتے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کا یہ قول سچ اور حق ثابت کرتے ہیں کہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کے معمولات سے ثابت ہوا کہ علاج نہ صرف سنت ہے بلکہ یہ توکل علی اللہ کے ہرگز خلاف نہیں۔ اسی لئے مریضوں اور ڈاکٹروں کو قطعاً" مایوس نہیں ہونا چاہیے اور علاج اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک ادھر سے پیغام اجل نہ آجائے۔

علاج اور دعا

حضور پاک ﷺ دوا کے ساتھ ہمیشہ دعا بھی فرماتے تھے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جب شفا کی درخواست منظور فرمالیں تو ڈاکٹر کی تشخیص ٹھیک ہوجاتی ہے' دوائی اللہ کے حکم سے اثر دکھاتی ہے اور مریض شفایاب ہوتا ہے' خود مریض کی دعا دوسروں کے لئے بہت کارگر ثابت ہوتی ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اسے یہ کہو کہ وہ تمہارے لئے بھی دعا کرے یقیناً" اس کی دعا ایسی ہے جیسی فرشتوں کی دعاء۔

حفظان صحت

پرہیز علاج سے بہتر ہے' آج کل ساری دنیا کے ادارے اس طرف توجہ دے رہے ہیں اور ہر میڈیکل کالج میں کمیونٹی میڈ۔سن کے نام سے ایک شعبہ قائم ہے۔ پوری دنیا میں لاکھوں ڈالر اس پر خرچ ہورہے ہیں اور کوشش یہ ہورہی ہے کہ بیماری سے پہلے پرہیز اور احتیاط کے ذریعے یہ کام کیا جائے اور بیماریوں سے نجات پائی جائے۔ حضور پاک ﷺ نے چودہ سو سال پہلے چند زریں اصول ایسے بتائے ہیں جو آج کی دنیائے سائنس کے لئے بھی باعث فخر ہیں۔ اگر ان پر عمل درآمد کیا جائے تو بلا مبالغہ ۹۰ فیصد بیماریوں سے بچاجاسکتا ہے۔

انسانی جسم میں جلد (کھال) ایسا عضو ہے جو اندر کے تمام اعضاء کے لئے حفاظتی بند کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں کوئی زخم' پھوڑا' پھنسی' دھوپ' سردی کے اثرات اندر کے اعضاء کو متاثر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جلد کی ساخت ایسی بنائی ہے کہ اس کے خلیوں کی ایک یا دو تہیں نہیں ہے جیسے کہ باقی عضوات میں ہے بلکہ جلد میں بہت سی تہیں ہوتی ہیں اور اسے میڈیکل کی زبان میں (StratifiedSquamousEpithelium) کہتے ہیں۔ یہ ہے اللہ کی طرف سے ساخت' اب ذرا دیکھئے پیارے نبی کریم ﷺ نے اس کی حفاظت کے لئے کیا فرمایا:

الطہور شطر الایمان "یعنی پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے" جسم کو ہروقت صاف ستھرا رکھنا' صاف کپڑے پہننا اور نہانا صفائی کا حصہ ہیں۔ یہ اقدامات جسم کی جلد پر ہروقت موجود جراثیم (Staphylococcus Stretccoccus) اور بہت سے دوسرے جراثیم کو دھو کر بہادیتے ہیں اور جلد صاف ہوجاتی ہے۔ جونہی صفائی ستھرائی میں کمی آئے' یہ جراثیم اپنا ہاتھ دکھادیتے ہیں اور قسم قسم کی جلدی بیماریاں آلیتی ہیں اور جلد کے ذریعے جسم کے باقی اعضاء مثلاً "ہڈی" پٹھے اور جوڑ وغیرہ کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ ان بیماریوں سے بچنے کے لئے آج کل کی میڈیکل سائنس کا اصول ہے کہ بار بار نہایا جائے اور جسم کو صاف ستھرا رکھا جائے' جس سے جلد پر موجود جراثیم دھلتے رہیں گے اور انسانی جلد و جسم ان جراثیم کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی اور اس کے لئے وضو بھی فرض کیا بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اگر وضو کے عمل پر غور کریں تو اس میں بھی یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ بار بار منہ ہاتھ اور پاؤں دھونے سے کلی کرنے سے ناک میں پانی ڈالنے سے ہروقت موجود جراثیم دھل جاتے ہیں۔ اور اس طرح نمازی آدمی ان حصوں کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ سرجن جب آپریشن کے لئے تیاری کرتا ہے' تو ہاتھوں کے علاوہ کہنیوں تک انتہائی احتیاط سے صفائی کرتا ہے تاکہ جراثیم دھل جائیں اور مریض تک نہ پہنچیں' سر اور منہ کو ٹوپی سے ڈھانپا جاتا ہے تاکہ موجود جراثیم مریض کو نقصان نہ پہنچائیں۔ ایک مسلمان پانچ مرتبہ وضو کے عمل سے سرجن کے آپریشن کی تیاری کا عمل دہراتا ہے۔ یہ عمل اس کو کئی بیماریوں سے نجات دلاتا ہے۔ وضو کرتے ہوئے مسح کا عمل ماتھے اور سر و گردن کے جراثیم کو اتار پھینکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہلکے سے دباؤ سے سر اور گردن میں ترو تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ جس کے بعد انسان نماز یا عبادت کے لئے یکسو ہوجاتا ہے۔ مسح کے عمل میں

اتھے' سر اور گردن کو ہلکا سا دباؤ ملتا ہے اور یہ ان حصوں میں موجود کیمیائی مادہ (Metabolites) مثلاً رہتا ہے اور یوں تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ مسح کا عمل دوران خون کو بھی تیز کرتا ہے۔ اس طرح یہ ایک نفع بخش عمل ہے۔

حضور پاک ﷺ نے دس باتوں کو فطرت دین حنیف کا حصہ بتایا۔ ان میں ایک اصول راویہ کو یاد نہ رہا۔ باقی تو انہوں نے یوں روایت فرمائے۔

○ لبیں کٹوانا ○ داڑھی بڑھانا ○ مسواک کرنا ○ ناک میں پانی ڈالنا ○ ناخن کٹوانا ○ انگلیوں کے جوڑ دھونا ○ بغلیں لینا۔ یہ حدیث کیمونٹی میڈیسن کی بنیاد بناتی ہے جلد کے بارے میں پہلے عرض کیا جاچکا ہے۔ بغل زیر ناف انگلیوں کے جوڑ ناخن اور لبیں بہت سارے کیڑوں اور جراثیم کے گھر ہوتے ہیں اور ان جگہوں سے نہ صرف جلد پر بلکہ جسم کے اندر بھی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ صرف گندی انگلیوں سے ٹائیفائیڈ' ہیضہ اور بہت سی متعدی بیماریاں پھیلتی ہیں' ناخن کے اندر پیٹ کے کیڑوں کے انڈے ہوتے ہیں جو منہ کے ذریعے پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑے بڑے سانپ نما کیڑوں کی شکل اختیار کرکے پورے جسم کے نظام انہضام کو تباہ کردیتے ہیں۔ جہاں پر جلد کی تہہ بنتی ہے یعنی (Skin Creases) مثلاً" بغل' زیر ناف' انگلیاں وغیرہ اس میں (Scabies) ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ جلدی بیماری انہی جگہوں سے بڑھتی ہے اور مادہ کیڑا (Mite) یہاں انڈے دیتی ہے' پس ناخن کٹوانا بغل اور زیر ناف بال لینا' لبیں کٹوانا' انگلیوں کے جوڑ دھونا' حفاظتی میڈیسن کی بنیاد ہیں' طہارت کا بیان ذرا آگے آئے گا۔

منہ' جسم کے اندر جانے والی چیزوں کا دروازہ ہے اور دہانے کے اندر دانت' منہ کی لعابی تہہ (Mucous Membane) دانت' مسوڑھے تا سلز (Tonsills) اور (Oral Cavity) ہوتی ہے یہ سب عضوات خوراک کو یا اندر جانے والی کسی بھی چیز کو تیار کرکے اور آسان شکل میں ڈھال کے اندر بھیجتے ہیں تاکہ ہاضمے میں آسانی ہو۔ حضور پاک رحمتہ للعلمین ﷺ نے جسم کے اس انتہائی اہم حصہ کی حفاظت کے لئے بہت ساری تدابیر عنایت فرمائیں' کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا کھانے کے بعد کلی کرنا' اس سے پہلے سے موجودہ یا بعد میں موجود غذائی باقیات (Deposits) دور ہوجاتے ہیں اور دانتوں' مسوڑھوں اور منہ کی بہت سی بیماریوں سے بچت ہوجاتی ہے' پھر فرمایا کہ مسواک کرو' مسواک دانتوں کے درمیان موجود غذائی ذرات کو پانچ مرتبہ نکالتا ہے۔ تو یہ ذرات دانتوں کو اور مسوڑھوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاسکتے' ان ذرات کے جمع ہونے سے (Dental Carries Gingvitis) اور اسی قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ ڈینٹل سرجن ہر چھ ماہ بعد دانتوں صفائی (Scaling) کروانے کو کہتے ہیں' مگر حضور اکرم ﷺ کے حکم (مسواک) سے دانت ہمیشہ صاف رہتے ہیں اور اسکیلنگ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حضور پاک ﷺ نے بہت زیادہ گرم اور چٹ پٹی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ اسی ایک حکم پر اگر عمل کیا جائے تو منہ کے السر (Phyaryngitis) اور (Stomotitis) سے بچایا جاسکتا ہے۔

مقدار غذا

منہ کے بعد کھانے کے نام انہضام کی طویل ٹیوب شروع ہوتی ہے' اس نالی کے مختلف حصے اور مختلف کام ہیں' لیکن یہ سب ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ نظام انہضام کے ساتھ رطوبتیں پیدا کرنے والے غدود (Glands) بھی ہوتے ہیں' مثلاً" لبلبہ (Pancreas) پتہ (Gall Bladder) اور جگر جسم میں جانے والی خوراک جگر کے راستے گلوکوز بن کر خون میں چلی جاتی ہے' فالتو مادہ' ضائع شدہ مادہ' (Waste Products) کی صورت میں جسم سے باہر نکل جاتا ہے۔ منہ سے لے کر پاخانہ کے اخراج تک کے نظام انہضام کا ہر حصہ اہم ڈیوٹی انجام دیتا ہے اور ہر ایک کے لئے ایک خاص (Physiological Enviornament)) طبی فضا) ضروری ہے۔ اگر اس میں ذرا بھی گڑبڑ ہو تو انسانی جسم کا یہ اہم سسٹم خراب ہوجاتا ہے اور بیماریوں کا طویل سلسلہ شروع ہوجاتا ہے' اس نظام کو صحیح رکھنے کے لئے کھانے کا معیار (Quality) اور مقدار (Quantity) کا متوازن ہونا بہت ضروری ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمایا:

"مقدار کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت سے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے' پھر فرمایا کہ کمر سیدھی رکھنے کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں اور اگر لازماً" کھانا ہی ہے تو معدہ میں ایک تہائی کھانا' ایک تہائی پانی اور ایک حصہ (ہوا) سانس کے لئے خالی رکھو' ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کھانے کے لئے دو زانوں ہوکر بیٹھتے اور دایاں قدم مبارک کھڑا کرلیتے"

یہ تمام احادیث خوراک کی متوازن مقدار کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ معدہ میں پانی' غذا اور رطوبتوں کے

عمل سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بنتی ہے اور یہ معدہ کے اوپر والے حصہ (Fundus) میں آجاتی ہے۔ اگر معدہ کے اس حصے کو بھی خوراک سے بھر دیا جاتا تو گیس کے لئے جگہ نہ ہوگی۔ یہ عمل معدہ کی بہت سی بیماریوں کا باعث بنتا ہے اور سانس میں دشواری پیدا کرتا ہے' دایاں قدم کھڑا کرنے سے یہ معدہ کو دبا کر رکھتا ہے اور اس کو کھانا کھانے کے لئے کھلی چھٹی نہیں دیتا۔ اس طرح یہ حدیث کہ مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر ساتھ آنت سے بسیار خوری اور پرخوری سے سرکار دو عالم ﷺ نے نفرت کا اظہار کیا ہے۔

جسم میں جانے والی ہر خوراک گلوکوز بن کر خون کا حصہ بن جاتی ہے' فالتو غذا چربی کی صورت میں جسم میں جمع رہتی ہے اور حسب ضرورت گلوکوز بن کر جسم کو طاقت مہیا کرتی ہے۔ جسم کے ہر خلئے (Cell) کی خوراک گلوکوز ہے۔ یہ اس کے بغیر کام نہیں کر سکتا گلوکوز کے لئے انسولین کا ہونا ضروری ہے۔ ہر خلئے میں گلوکوز انسولین کے بغیر نہیں گھس سکتا۔ اس لئے انسولین کا ہونا ضروری ہے۔ یہ رطوبت لبلبے سے نکلتی ہے' بلبہ جسم کی ساخت کے مطابق ایک خاص مقدار میں یہ رطوبت خارج کرتا ہے۔ اگر اس رطوبت سے گلوکوز کی مقدار زیادہ ہو جائے تو یہ گلوکوز خون میں آجاتا ہے اور اس طرح ذیابیطس (Diabetes) کی بیماری ہو جاتی ہے۔ ذیابیطس جسم کے ہر سسٹم کو متاثر کرتی ہے یہ بیماری (Micro Vascular Angiopaty) کہلاتی ہے۔ یعنی اس کا نقصان خون کی چھوٹی سے چھوٹی اور باریک ترین نالیوں کو پہنچتا ہے اور اس طرح گردے' آنکھیں دل اور جسم کے تقریباً" تمام اعضا متاثر ہوتے ہیں اگر انسان کھانے کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی ہدایت پر عمل کرتے تو ان تمام بیماریوں کے مجموعے سے بچا جا سکتا ہے۔ مدینہ منورہ میں مصر سے آئے ہوئے ایک طبیب نے حضور پاک ﷺ سے شکایت کی کہ میرے پاس آپ ﷺ کے شہر کا کوئی مریض نہیں آتا۔ یہ کیسی بے اتفاقی ہے' حالانکہ میں آپ لوگوں کی خدمت کے لئے بھیجا گیا ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بے اتفاقی کی وجہ سے نہیں ہے۔ ہم لوگ بیمار ہی نہیں ہوتے کیونکہ ہم کھانا اس وقت کھاتے ہیں جب شدید بھوک لگی ہو اور اس وقت ہاتھ روک لیتے ہیں جب ابھی کچھ باقی ہو۔

یہ ساری احادیث شوگر' امراض قلب' بلڈ پریشر اور فالج وغیرہ سے بچنے کے لئے بہترین احتیاطی تدابیر کی حامل ہیں۔ بہت زیادہ غذا اور کھانوں سے دل پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور کولیسٹرول (چربی) کی زیادہ مقدار دل کی رگیں بند کر دیتی ہے۔ اس طرح دل کا دورہ پڑتا ہے جو پورے جسم کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے بہت پہلے فرمایا کہ انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے' جب تک وہ ٹھیک ہے سارا جسم ٹھیک کام کرتا ہے اور جب اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو سارے جسم میں خرابی پیدا

جبار کارپیٹس
ڈیلرز
زینت کارپٹ • مون لائٹ • پاک پنجاب کارپٹ
یونائیٹڈ کارپٹ • وینس کارپٹ • اولمپیا کارپٹ
PH:6646888-6647655
FAX:092-21-521503
مساجد کیلئے خاص رعائت
۴۔ این آر ایونیو نزد جبری پوسٹ آفس بلاک جی
برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

ہوجاتی۔ خوب یاد رکھو یہ دل ہے یہ حدیث اور کھانے کے بارے میں باقی حدیث سے ملا کر پڑھی جائیں۔ تو انسان عارضہ قلب سے بچ سکتا ہے۔

حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کیا جائے اور رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی۔ یہ حدیث بہت ہی اہم طبی اور طبی حقائق کی طرف نشان دہی کرتی ہے' کھانے کے فوراً" بعد غذا کے ہاضمے کے لئے جسم کے مختلف حصوں سے خون نظام انہضام میں آجاتا ہے۔ تاکہ کھانے کو ہضم کرنے کے ساتھ مختلف مراحل سے گزار کر گلوکوز بنایا جائے۔ اور یہ خون کا حصہ بن جائے' خون کے اس اجتماع کی وجہ سے غنودگی اور سستی طاری ہوتی ہے۔ اور یہ سستی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ ہاضمے کے لئے اگر انسان تھوڑی دیر سوئے تو اس طرح مختلف نظام ہائے جسم کو اپنا اپنا کام کرنے کا وقت مل جاتا ہے اور انسان تازہ دم ہو کر اٹھ جاتا ہے دوسری مصلحت یہ ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد بقایا دن شام تک کیونکہ کام کرنا ہوتا ہے تو تمام جسم اس وقفے کے بعد دوبارہ تیار ہوجاتا ہے۔ یوں انسان کی قوت کار بڑھ جاتی ہے۔

رات کے کھانے کے بعد جسم کو طویل وقفے کے لئے آرام کرنا ہوتا ہے اور اعصابی نظام نے حیاتیاتی گھڑیاں (Biolocical Clock) کے ذریعے اس وقفہ آرام کو منظم کر رکھا ہوتا ہے۔ رات کے آرام میں تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور ان کی طاقت کو بہت معمولی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے خلیے ضروری کام کر سکیں۔ اسی لئے رات کو (Metabolism) ہوتی ہے۔ یعنی انسانی جسم خوراک کو طاقتی حراروں میں بہت کم استعمال کرتا ہے۔ اسی لئے ان حراروں کی ضرورت بھی کم ہوتی ہے۔ اس لئے چہل قدمی سے جسم کے تمام اعضاء کو تھوڑی سی مشق سے فٹ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ طاقت کا استعمال رات کے آرام سے متوازن ہوجائے گا چہل قدمی سے معدہ میں غذا نیچے چلی جاتی ہے اور اس طرح معدہ کا بوجھ کم ہوجاتا ہے۔ جو سونے کے وقت آسانی مہیا کرتا ہے۔ اگر معدہ بہت زیادہ بھرا ہوا ہو تو (Sleep Dyspnoea) بدہضمی اور سانس کے عمل کو دشوار کرتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ شام کا کھانا عام طور پر مغرب کے بعد تناول فرماتے تھے اور یوں عشاء کی طویل رکعتیں' چہل قدمی' اس کے ہاضمے میں مدد کا ذریعہ تھی۔ آج بھی جہاں کھانے کے اوقات یہی ہیں۔ وہ لوگ زیادہ فائدہ میں ہیں۔ الغرض نظام انہضام کو درست رکھنا پورے جسم کی صحت ہے اور اس سسٹم کے لئے آپ ﷺ نے تفصیلی ہدایات دے کر امت کو صحت کا راستہ دکھایا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک روز سینے اور بائیں بازو میں شدید درد ہوا جس کا کچھاؤ کندھوں کی پچھلی جانب بھی ہو۔ ماتھے مبارک پر پسینہ آگیا' نڈھال ہو کر گر گئے۔ یہ وہ سب علامات تھیں جنہیں آج کی میڈیکل سائنس میں انجائنا کہا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ انہیں اٹھا کر بارگاہ رسالت ﷺ میں لے گئے۔ حضور پاک ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو ان کو آرام آگیا' اور درد کی شدت ختم ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی نبی کریم ﷺ نے انہیں عجوہ کھجور اور اس کی گٹھلی کا آٹا کھانے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے استعمال سے انہیں شفائے کامل ہوگئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر بھر یہ نبوی نسخہ استعمال فرماتے رہے۔ انہیں جنگ قادسیہ کے فاتح ہونے کا اعزاز ملا اور طویل عمر کے بعد وفات پائی۔ عجوہ نہ مل سکے تو کوئی سی بھی کھجور انشاء اللہ فائدہ دے گی۔

جسمانی صحت کے بارے میں بنیادی طبی اصولوں پر مشتمل حضور پاک ﷺ کے احکامات پر غور کیا جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ آتی ہے کہ یہ علم آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوا تھا۔ ورنہ اس زمانے میں بھی ابھی اناٹومی' فزیالوجی اور میڈیسن کا وجود ہی نہ ہونے کے برابر تھا۔ اور یہ علوم بہت بعد کے زمانے میں اپنی تحقیق کا آغاز کرسکے۔ اس سے یہ طے ہوگیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک حکم علم ربانی میں سے تھا اور اللہ تعالیٰ خود ان کی ہر ایک سلسلے میں رہنمائی فرماتے تھے۔

استفادہ

صحیح بخاری شریف' طب نبوی ﷺ (نذیر احمد) میڈیکل فزیالوجی (گائٹن) مائیکرو اسکوپک (اناٹومی بیلے) سیرۃ النبیؐ و سیرت عائشہ صدیقہؓ (سید سلیمان ندویؒ)

نبی کی حیثیت

اور مقامِ نبوت

مولانا محمد منظور نعمانی ..... انڈیا

پیغمبروں کے حق میں سب سے بڑی تفریط اور بے ادبی ان کی تکذیب اور ان کی اطاعت سے انکار ہے اور قرآن مجید نے جابجا واضح کر دیا ہے کہ یہ قطعی کفر اور ناقابل معافی جرم ہے۔

پھر اس سے کم درجہ کی تفریط اور بدقسمتی یہ ہے کہ ان کے احکام کی تعمیل میں کوتاہی کی جائے قرآن مجید بتلاتا ہے کہ یہ بھی ایسا جرم ہے کہ اس کے کرنے والوں کو اللہ کے دردناک عذاب اور اس کی سخت پکڑ سے ڈرنا چاہئے

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنة او یصیبھم عذاب الیم (سورہ النور) جو لوگ رسول خدا کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہئے کہ کوئی آفت ان پر آن پڑے یا دردناک عذاب ان پر نازل ہو جائے۔

اسی لئے قرآن مجید میں جابجا اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم بھی دیسے ہی زور کے ساتھ دیا گیا ہے' بہت سے مقامات پر ارشاد فرمایا گیا ہے:

اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول

اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

کہیں فرمایا گیا ہے کہ ہدایت' رسول کی اطاعت و فرمانبرداری سے ہی وابستہ ہے چنانچہ سورہ نور میں اللہ کی اطاعت کے بعد رسول کی اطاعت کا تاکیدی حکم دینے کے بعد فرمایا گیا:

وان تطیعوہ تھتدوا (النور رکوع ۷)

"اگر تم رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔"

گویا اس آیت میں قرآن مجید نے اعلان کر دیا کہ جو لوگ رسول کی اطاعت و پیروی نہ کریں گے وہ اللہ کی ہدایت سے محروم اور راہ حق سے بھٹکے ہوئے رہیں گے۔ ایک دوسرے موقع پر اس حقیقت کا اعلان قرآن مجید نے ان الفاظ میں بھی فرمایا ہے:

ومن یعص اللّٰہ ورسلہ فقد ضل ضلالا مبینا (الاحزاب ع ۵)

(اور جو نافرمانی کریں اللہ کی اور اس کے رسول کی تو وہ بڑی کھلی گمراہی میں جا پڑے)

ایک دوسرے موقع پر قرآن مجید نے اعلان فرمایا ہے کہ ہمارے پیغمبر کی بے چون و چرا اطاعت اور ان کے ہر حکم اور فیصلہ کو خوش دلی سے قبول کرنا ایمان کے شرائط میں سے ہے جس کا یہ حال نہ ہو اس کو ایمان کا مقام ہرگز حاصل نہیں۔ سورہ نساء میں ارشاد ہے:

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما○

(النساء ع ۹)

(اے ہمارے پیغمبر!) قسم تمہارے پروردگار کی یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے (اور ایمان کے مقام پر نہیں پہنچ سکتے) جب تک کہ یہ بات نہ ہو کہ حکم بنائیں تم کو اپنے نزاعی معاملات میں' پھر (جب تم اپنا فیصلہ دے دو) کوئی تنگی اور ناگواری نہ پائیں اپنے دلوں میں' تمہارے فیصلے سے اور تسلیم کر لیں اس کو پوری طرح مان کر۔ اور سورہ حشر میں تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا کہ ہمارے پیغمبر تمہارے حق میں جو مثبت یا منفی فیصلہ کریں اور جو حکم دیں اس کو مانو اور بجالاؤ' اگر اس کے خلاف راستہ اختیار کیا گیا تو یاد رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ شدید العقاب

(سورہ الحشر)

ہمارے رسول جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور اس بارے میں اللہ (کی پکڑ) سے ڈرو' اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

اور سورہ احزاب میں پیغمبر کا حق اور مرتبہ یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اپنے اوپر جتنا حق اور جتنا اختیار اپنی ذات کا ہوتا ہے اس سے زیادہ حق اور اختیار ایمان والوں پر پیغمبر کا ہے' جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر اللہ کے پیغمبر کسی کو ایسا حکم دیں جس میں اس کی جان جاتی ہو تو اس کا فرض ہے کہ بے دریغ جان

"ہمارے رسول جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور اس بارے میں اللہ (کی پکڑ) سے ڈرو' اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ اور سورہ احزاب میں پیغمبر کا حق اور مرتبہ یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اپنے اوپر جتنا حق اور جتنا اختیار اپنی ذات کا ہوتا ہے اس سے زیادہ حق اور اختیار ایمان والوں پر پیغمبر کا ہے' جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ اگر اللہ کے پیغمبر کسی کو ایسا حکم دیں جس میں اس کی جان جاتی ہو تو اس کا فرض ہے کہ بے دریغ جان دے کر اس حکم کی تعمیل کرے۔"

ے کہ اس حکم کی تعمیل کرے۔ ہے:

نبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ تھاتھم(سورہ احزاب)

ہر کا زیادہ حق ہے اہل ایمان پر خود ان کی اپنی ذاتوں
ے اور پیغمبر کی بیویاں کل اہل ایمان کی مائیں ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق اور
لک ہے اس کو ہم پر ہر طرح کا حق اور اختیار ہے
اں تک کہ جن تصرفات اور جن فیصلوں کا اپنی جان
ر اپنی ذات کے بارے میں خود ہم کو بھی حق نہیں'
للہ تعالیٰ کو ان تمام تصرفات اور فیصلوں کا بھی حق ہے
ور پیغمبر اس دنیا میں چونکہ اس کے نائب اور نمائندہ
یں اور وہی اللہ کے احکام لانے والے اور ان کے
فذ کرنے والے ہیں اس لئے عملاً" ضروری ہے کہ
ن کا حق و اختیار بھی ایسا ہی مانا جائے۔ آگے فرمایا کہ
ان کی بیویاں تمام اہل ایمان کی ماؤں کی جگہ ہیں"۔

اس لئے ان کا ادب احترام اپنی ماؤں کی طرح کیا جائے۔

قرآن مجید انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے اور ان کے احکام کی اطاعت کرنے اور ان کا حق اور مرتبہ پہنچاننے پر زور دینے کے علاوہ اس کی بھی تاکید کرتا ہے کہ ان کے حضور میں بلند آواز سے اور بے باکی سے بولا بھی نہ جائے۔ بلکہ جب کسی کو ان کے سامنے کچھ عرض کرنا ہو تو پورے ادب سے اور دبی آواز سے عرض کیا جائے قرآن مجید آگاہی دیتا ہے کہ اگر اس بارے میں کوتاہی ہوئی تو تمہارے سارے اعمال اکارت ہو جانے کا خطرہ ہے۔ سورہ حجرات میں ارشاد ہے:

یا اتھا الذین آمنو لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھرو والہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشمرون○ ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ واجر عظیم○ (سورہ الحجرات)

اے ایمان والو اتم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو' اور آپ سے اس طرح کھل کر بھی بات نہ کیا کرو جیسے کہ آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر باتیں کرتے ہو' مبادا تمہارے سارے اعمال (ادب کی اس کوتاہی سے) اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو' بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے حضور میں اپنی آوازیں نیچی کر کے باتیں کرتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے خاص کر لیا ہے' ان کے لئے ہی اللہ کی بخشش اور بڑا اجر ہے۔

○

قادیانیت:

اسلام کے خلاف منظم بین الاقوامی سازش

سعید احمد عنایت اللہ
مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ

اجماعی عقیدہ:

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے جو کتاب و سنت کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے' اسلام کے قرن اول سے آج تک ہر دور میں ساری امت مسلمہ اس بات پر متفق و متحد ہے کہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رسالت الٰہی کے سلسلے کی آخری کڑی ہیں۔ آپ انبیاء کے سردار اور خاتم النبیین ﷺ کے اعزاز سے مشرف ہیں کسی بھی مسلک و مشرب کا کوئی بھی مسلمان اس اجماعی عقیدہ سے نہ منحرف ہے نہ آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت کے اعزاز میں شرکت کو گوارہ کر سکتا ہے۔ آپ کا لایا ہوا دین کامل و مکمل نظام زندگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا آخری پسندیدہ دین ہے جو تاقیامت پوری انسانیت کی ہدایت و فلاح کا ضامن ہے۔ انسانوں کو نہ کسی دین کے ضرورت ہے نہ کسی نبوت کی احتیاج بلکہ اسلام کے علاوہ ہر دین قابل رد اور مدعی نبوت دجال وکذاب ہوگا۔

ثبوت عقیدہ اور ختم نبوت:

ختم نبوت کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ﷺ ہیں)۔ ختم نبوت کی تصریح جناب رسالت مآب کی زبان مبارک سے یوں وارد ہے۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (میں خاتم النبیین ﷺ ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔ تکمیل دین اسلام کے بارے میں نص قرآنی ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (میں نے آج تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اسلام کے ماسوا)۔ ہر نظام کو رد کر دینے کے بارے میں ہے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا" فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین○ (اور جس شخص نے اسلام کے سوا کسی اور نظام کو چاہا تو وہ اس سے ہرگز قبول کیا جائے گا اور وہی آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گا)

عقیدہ ختم نبوت اور وحدت ملی:

عقیدہ ختم نبوت پر مضبوط ایمان وحدت امت مسلمہ کا پاسبان ہے اور اس کی قوت کا راز اسی میں مضمر ہے اس عقیدہ سے ذرہ برابر انحراف امت کو پارہ پارہ کرنے اور دین اسلام کی بنیادوں کو متزلزل کرنے کے مترادف ہے اسی ناپاک مقصد کے لئے جھوٹی نبوتوں کا اجرا کیا گیا۔

ہمارا موقف اور منکرین ختم نبوت:

عقیدہ ختم نبوت کا منحرف کوئی فرد یا جماعت اور گروہ۔ کوئی مدعی نبوت ہو یا اس کی امت' ہر ایک کے بارے میں قیامت تک کے مسلمانوں کا موقف وہی ہے اور وہی رہے گا جو سرور کائنات ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کے بارے میں تھا اور وہ یہ کہ مرتدے بغیر رو رعایت کے اور بغیر مصلحت بینی کے کھلی جنگ رہے گی جب تک وہ حق کی طرف نہ لوٹ آئے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آنحضرت ﷺ نے جہاں اپنی ختم نبوت کا اعلان فرمایا ساتھ ہی یہ آگاہی بھی کر دی کہ ان کے بعد کئی دجال جھوٹی نبوتوں کا اعلان کریں گے۔ لہذا اہل ایمان کسی کے دجل و فریب میں نہیں آتے مدعیان نبوت کی یہ خبریں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اس خبر کی تصدیق کرتی ہیں اور اہل ایمان اپنے ایمان و تصدیق اور خاتم النبیین ﷺ کی عظمت میں آگے بڑھتے ہیں نیز وہ اپنی غیرت دینیہ کا عملی ثبوت فراہم کرتے ہوئے ہر دجال کے مکر و فریب سے انسانیت کو آگاہ بھی کرتے ہیں اور دجل کا مقابلہ بھی کرتے ہیں۔

قادیانیت اسلام کے خلاف ایک منظم سازش:

اس دور میں جھوٹی نبوتوں کے سلسلے کی سب سے خطرناک کڑی قادیانیت ہے جس کی استعماری کڑی فکر اور ان کی استعماری قوتوں نے خوب

آبیاری کی مسلم عوام نے اس کا خطرہ اس وقت محسوس کیا جب اس نے اپنے دجل و فریب کا جال خوب بچھا لیا تھا۔ اگرچہ علمائے امت اور زعمائے ملت نے شروع سے ہی ایمانی بصیرت سے اس کی حقیقت کو آشکارا کردیا۔ اور اس کے خطرناک عزائم کو بھانپ لیا تھا۔

علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے اپنی بصیرت سے قادیانیت کے خطرناک عزائم اور دجل و افتراء پر مبنی تعلیمات کو جان کر ہی اسے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے خلاف کھلی بغاوت اور دین اسلام کے خلاف منظم سازش کہا۔ قادیانیوں کو مسلمانوں کے خلاف مستقل امت اور اسلام دشمنی میں یہودیت سے بڑھ کر سازشی امت قرار دیا۔ علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی قادیانیت کے بارے میں اس رائے کا ہر کلمہ حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ قادیانیت نے اسلامی عقائد' اسلامی افکار' اسلام کی مقدس شخصیات' مقدس مقامات الغرض اسلام کی طرف منسوب ہر چیز میں اسلام کی لائی ہوئی تعلیمات سے ٹکراؤ کا راستہ اختیار کیا نمونہ کے طور پر چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

ذات باری تعالیٰ و حضرات انبیاء علیہم السلام :

عقائد میں سب سے پہلے حق تعالیٰ شانہ کی ذات باری تعالیٰ کو ہی لیں جو انسانی عیب سے منزہ اور ہر انسانی خواہش سے مبرا ہے۔ یہی مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ ہے۔ مگر قادیانیت نے خالق کائنات سے کفر کا اظہار یوں کیا کہ "خدا نماز پڑھتا ہے' روزہ رکھتا ہے' جاگتا ہے' سوتا ہے جماع کرتا ہے"۔ معاذاللہ یہ مسلمانوں کا نہیں قادیانیوں کا ہی خدا ہوسکتا ہے پھر حضرات انبیاء علیہم السلام کی مقدس شخصیات کو دیکھیں اسلام نے جنہیں معصوم بتایا۔ ان کی عظمت و محبت مسلمانوں کے ایمان کا جزو قرار دیا۔ مگر قادیانی نبی اور قادیانیت نے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اور پھر سرتاج انبیاء خاتم الرسل والمرسلین کی ذات اقدس کے بارے میں اپنے کفر پر اس طرح مہر ثبت کی کسی نبی کو حضرت آدم کو تو جنت سے نکالنے والا شیطان کا اغوا شدہ اور اپنے آپ کو ان سے افضل انسانیت کو دوبارہ جنت میں داخل کرنے والا بتایا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے اپنی فضیلت کو یوں ثابت کیا کہ ان کے بیٹے کو ہدایت نہ ملی اور میرے بیٹے کو ایک عرصے کے بعد ہدایت نصیب ہوگئی۔ پھر یوں کہا کہ میری نشانیاں اگر ان کو مل جاتیں تو ان کی قوم کا ایک فرد بھی غرق نہ ہوتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام جنہیں اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے کریم ابن کریم کا لقب دیں۔ قادیانی نے انہیں خائن بن خائن کہہ کر اپنے کفر پر مہر ثبت کردی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں توہین کا ارتکاب کرکے کافر ہوا کہ وہ تو شرابی تھے اور شریف کہلانے کے حقدار نہ تھے۔ قادیانی کذاب نے حیاء کے تمام پردے چاک کردیئے اور کفر کی آخری منزل تک پہنچ گیا اس نے اپنے دل کی سیاہی کا اظہار یوں کیا۔ کہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ جناب نبی کریم ﷺ سے اپنے آپ کو بڑھ کر ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی اپنے معجزات کو حضور ﷺ کے معجزات سے زیادہ بتایا اور اپنی بدبخت ذات کو حضور پاک ﷺ سے اکمل۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

کہا معاذاللہ۔

اصحاب رسولؐ اور آل رسول مقبول:

کو تمام مسلمان انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل جانتے ہیں اور خلفائے راشدین کو افضل الصحابہؓ مانتے ہیں۔ مگر قادیانیت نے ان کی مقدس ہستیوں کے تقدس کو پامال کرنے کی یوں ناپاک جسارت کرکے اپنے کفر کا اعلان کردیا حضرات ابوبکرو عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہا کہ وہ مرزا غلام احمد کے رتبے کو کہاں پہنچ سکتے ہیں وہ تو غلام احمد کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہیں۔ حضرت علیؓ کے بارے میں کہا تم مردہ علی کی تلاش کررہے ہو جبکہ تمہارے پاس زندہ علی موجود ہے حضرات حسنینؓ جنہیں رسول مقبول ﷺ نے جنتی نوجوانوں کا سردار فرمایا۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ میں حسن و حسینؓ سے افضلیت کا مدعی ہوں۔ ہاں۔ بلاشبہ میں ان سے افضل ہوں اور اس کے بیٹے کا قول ہے۔ سو حسین اس کے ابا کی   میں ہیں۔ (نعوذباللہ)

قادیانیت اور اولیاء کرام:

اولیاء امت اور سلف صالحین کی عظمت اور ان سے محبت کو مسلمان تو جزو ایمان جانتے ہیں مگر قادیانیت نے تمام اولیاء سلف و خلف کے بارے میں یہ فیصلہ صادر کیا کہ مجھ سے پہلے اولیاء و ابدال اقطاب کو وہ مرتبہ نہیں دیا گیا جو مجھے دیا گیا۔ اور میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔

قادیانیت اور مسلمان عالم:

پورے عالم کے مسلمانوں کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے قلب میں جو احترام موجود ہے اس کا اندازہ مرزا کے اس ملفوظ سے کرسکتے ہیں جس میں وہ اپنے اوپر ایمان نہ لانے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہتا ہے اور ان کی اولاد یہود' ہنود اور عیسائیوں

کے بچوں کی طرح سمجھتے ہیں۔ قادیانیوں کو ان سے ہر قسم کے روابط و تعلقات کو قطع کرنے کی تعلیم دی انہیں مسلمانوں کے پیچھے نماز سے اور ان کے ساتھ شادی بیاہ سے منع کیا۔ **اولئک هم الکفرون حقا** (یہی لوگ پکے کافر ہیں) والی آیت کا مصداق مجھے نہ ماننے والے ہیں پھر طویل و عریض دلائل نہ ماننے والوں کے کفر میں دیئے۔

قادیانیت اور مقامات مقدسہ:

اسلام اور مسلمانوں کے مقدس مقامات کے بارے میں قادیانیت کا دجل و انحراف سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن حکیم کی وہ آیات جو بلد حرام یا مسجد اقصیٰ کی شان میں وارد ہوئیں انہیں شہر قادیان اور وہاں کے قادیانی عبادت خانہ پر فٹ کرکے جملہ مسلمانان عالم کی دل آزاری کی اور قرآن حکیم کی صریح تحریف کا مرتکب ہوا پھر بیت اللہ الحرام کے حج کی طرف قادیان کے حج کی کفریہ اصطلاح گھڑی اور اسے بیت اللہ کا ظلی حج قرار دیا بلکہ بیت اللہ کے نفلی حج سے قادیان کے حج کو افضل قرار دیا۔

تصادم ہی تصادم:

حق تعالیٰ شانہ کی ذات عالی ہو یا انبیاء علیہم السلام کی ذات بابرکات' بلکہ خود خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس ہو یا آپ کے صحابہ کرام اور آل اطہار رضی اللہ عنہم' اولیاء امت ہوں یا عام مسلمانان عالم' قادیانیت نے ہر مذکورہ پہلو پر ہرزہ سرائی کرکے اپنی تحریروں میں کھلے طور پر اس کا اظہار کیا اور اپنے کفر پر از خود مہر ثبت کردی یہ ہے قادیانیت کا دین اسلام سے تصادم ہی تصادم!

حقائق اور مسلم علماء و زعماء کا کردار:

اسلام کے ساتھ قادیانیت کا ہر پہلو میں تصادم وہ کھلے حقائق ہیں جنہوں نے علماء حق اور زعماء ملت کو مجبور کیا کہ وہ غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کو اسلام سے خارج قرار دیں۔ الحمدللہ کہ مشرق سے مغرب تک بلکہ عرب و عجم تک پوری امت مسلمہ نے اس پر اجماع کا اظہار کیا اور انہیں اسلامی شعائر اختیار کرنے سے روکا خود حکومت پاکستان نے قانون امتناع قادیانیت اسی سلسلے میں جاری کیا رابطہ عالم اسلامی نے مسلمانان عالم کو آگاہ کیا کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھیں۔ سعودی حکومت نے قادیانیوں کے حرمین شریفین میں ان کے داخلہ پر پابندی لگادی ہے۔

حقوق تلفی مسلمان نہیں بلکہ قادیانی کررہے ہیں:

امت مسلمہ کے یہ اقدامات کسی کی حق تلفی نہیں بلکہ دین اسلام کی حفاظت اور امت مسلمہ کے حقوق کے تحفظ کا تقاضا ہے۔ بلکہ اسلام اور امت مسلمہ کی اپنی شناخت کے لئے یہ اقدام ضروری ہیں اس کے برعکس قادیانیت کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا اور اپنے شعائر اسلامیہ کو استعمال کرنا ایک طرف تو اسلام اور مسلمانوں کی حق تلفی ہے تو دوسری طرف پوری انسانیت کے ساتھ دھوکہ دہی کہ وہ کفر کو اسلام کے نام اور لیبل سے پیش کرے جس کی اجازت نہ اہل اسلام دیتے ہیں نہ دنیا کا کوئی قانون۔ کہ دنیا کا کوئی فرد یا جماعت دوسرے کے نام اور لقب کو اختیار کرکے صاحب لقب کو بھی نقصان پہنچائے اور دیگر انسانوں سے فراڈ کا مرتکب ہو۔ اس اعتبار سے قادیانیت' اسلام اہل اسلام اور پوری انسانیت کی حق تلفی کے عظیم جرم کی مرتکب ہے لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ قادیانیت کو عالمی عدالتوں میں چیلنج کرے کیونکہ قادیانیت نے نہ صرف اس بات پر اکتفا کیا بلکہ دیگر اسلام دشمن طاقتوں سے مل کر عالمی طور پر فکری سازشیں کیں۔

قادیانیت کا اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف عالمی پروپیگنڈہ:

قادیانیت کا اسلامی عقائد سے انحراف و انکار' نصوص قطعیہ میں تحریف اور اجماع امت کے خلاف تاویل پھر اسلامی شخصیات اور مقامات مقدسہ کی تضحیک و اہانت وہ امور ہیں جن کی بناء پر علمائے امت نے اسے کفر قرار دیا اور حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے قادیانیت اور اس کے احمدیہ مشن کو احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ کی بجائے غلام احمد ہندی کی امت سے تعبیر فرمایا تھا۔ نیز علمائے امت اور زعمائے ملت نے قادیانیت کو یہودیت سے زیادہ خطرناک جو قرار دیا وہ قادیانیت کا اسلام اور امت مسلمہ کو بدنام کرنے کا وہ پروپیگنڈہ ہے جس میں عالمی صیہونیت اور مغربی دنیا اس کی برابر کی شریک ہی نہیں بلکہ قادیانیت کی پشت پناہ ہے۔ قادیانیت نے اسلام اور مسلمانوں پر اندر سے وار کیا اور ہمیشہ غدار کھلے دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ قادیانیت نے اسلام دشمنی کے لئے احمدیہ مشن کے لیبل کو استعمال کرکے بہت سے مسلمانوں اور عام لوگوں سے دھوکہ بازی بھی کی۔

اسلام دشمنی اور کفر دوستی:

قادیانیت نے اپنے مربی و محسن استعمار کی تقویت اور امت مسلمہ کو ضعف پہنچانے کے لئے یوں پلاننگ کی کہ اسلام کے رکن عظیم جہاد کی حرمت کا فتویٰ صادر کردیا۔ جہاد جو ابدی فریضہ ہے۔ قرآن حکیم نے مسلمانوں پر فرض کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی ابدی فرضیت کا اعلان فرمایا اور صرف جہاد کو مسلمانوں کی سرفرازی اور ترک جہاد کو ان کی ذلت کا سبب بتایا۔ اسے حرام کرنے سے قادیانیت نے ایک طرف تو مسلمان امت کو رسوا کرنے اور دوسری طرف اعدائے اسلام

(گزشتہ سے پیوستہ)

غدار پاکستان

اپریل ۱۹۸۴ء میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ جس کی رو سے قادیانیوں کو مسلمان کہلانے اور شعائر اسلامی کا اظہار کر کے مسلمانوں کو دھوکا دینے پر پابندی عائد کر دی گئی قادیانیوں کا نام نہاد "بہادر خلیفہ" اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد راتوں رات بھاگ کر لندن جا بیٹھا۔ وہاں پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کے مقابلہ میں ایک جعلی "اسلام آباد" بنا کر پاکستان اور اہل پاکستان کو "دشمن" کا خطاب دے کر ان کے خلاف جنگ کا بگل بجا رہا ہے۔ اور قادیانیوں کو پاکستان کے امن کو آگ لگانے کی تلقین کر رہا ہے۔ قادیانیوں کا دوماہی پرچہ جو "مشکوٰۃ" کے نام سے قادیان (انڈیا) سے شائع ہوتا ہے، اس میں "پیغام امام جماعت کے نام" کے عنوان سے مرزا طاہر قادیانی کا پیغام دنیا بھر کی جماعت ہائے احمدیہ کے نام شائع ہوا ہے۔ اس کے چند فقرے ملاحظہ فرمائیے:

"جس لڑائی کے میدان میں "دشمن" نے ہمیں دھکیلا ہے یہ آخری جنگ نظر آتی ہے، اور انشاء اللہ ہمارے دشمنوں کو اس میں بری طرح شکست ہوگی" (انشاء اللہ قادیانیوں کی سینکڑوں پیش گوئیوں کی طرح یہ پیش گوئی بھی جھوٹی نکلے گی۔ ناقل) (دوماہی مشکوٰۃ قادیانی صفحہ ۷)

"دشمن سے ہماری جنگ کا یہ انتہائی اہم اور فیصلہ کن مقام ہے" (صفحہ ۷)

"یہ وہ آخری مقام ہے جہاں دشمن پہنچ چکا ہے"۔ (صفحہ ۷)

"تمام جماعت کو برق رفتار کے ساتھ اس لڑائی میں شامل ہونا چاہئے"۔ (صفحہ ۸)

"یہ ایک لڑائی کا بگل ہے جو بجایا جا چکا ہے۔ اس کی آواز ہمیں ہر طرف پھیلانی ہے۔ اور اس پیغام کو دنیا کے ہر کونے میں پہنچانا ہے"۔ (صفحہ ۸)

"اور اسلام آباد (پاکستان) کے حکمران اس آواز کی گونج کو سن کر بے بس اور پسپا ہو جائیں"۔ (صفحہ ۸)

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو للکارتے ہوئے یہ بہادر (لیکن بھگوڑا) قادیانی خلیفہ کہتا ہے:

"پس یہ ناپاک تحریک جو صدر ضیاء الحق کی کوکھ سے جنم لے رہی ہے اور وہ یہاں بھی ذمہ دار ہیں اس کے اور قیامت کے دن بھی اس کے ذمہ دار ہوں گے۔ اور نہ کوئی دنیا کی طاقت، ان کو بچا سکے گی۔ اور

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نہ مذہب کی طاقت ان کو بچا سکے گی۔ کیونکہ آج انہوں نے خدا کی عزت و جلال پر حملہ کیا ہے۔ آج محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاک نام کے تقدس پر وہ شخص حملہ کر بیٹھا ہے"۔ (صفحہ ۱۰)

(قارئین مرزا طاہر قادیانی کو معذور سمجھیں کہ انہیں جوش خطابت میں مبتدا کے بعد خبر کا ہوش نہیں رہا یعنی "پس یہ ناپاک تحریک" سے جو مبتدا شروع ہوا تھا فرط جوش پر اس کی خبر ہی غائب ہو گئی، جوش میں ہوش کہاں؟)

جملہ معترضہ کے طور پر، مرزا طاہر جس "ناپاک تحریک" کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اس کی مختصر وضاحت بھی ضروری ہے، اپریل ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں پر یہ پابندی عائد کر دی گئی تھی کہ چونکہ آئین کی رو سے وہ غیر مسلم ہیں اس لئے نہ اسلام کے مقدس الفاظ کا استعمال کر سکتے ہیں اور نہ کسی طرح سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر سکتے ہیں۔ قادیانیوں نے اس آرڈیننس کی مخالفت کی یہ صورت نکالی کہ اپنی عبادت گاہوں پر، گھروں پر، دکان پر گاڑیوں پر اور خود اپنے سینوں پر کلمہ طیبہ کے کتبے لگانے لگے۔ مسلمانوں کے لئے ان کا یہ طرز عمل چ[illegible] وجہ سے ناقابل برداشت ہے۔

اول: قادیانیوں کی یہ کارستانی اپنے آپ [illegible] مسلمان ظاہر کرنے اور قانون کا منہ چڑانے کے لئے ہے، اس لئے انہیں اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

دوم: ان کی عبادت گاہیں جو کفر و الحاد کا مر[illegible] ہونے کی وجہ سے نجس ہیں، اور ان کے سینے جو کا[illegible] کی قبر سے زیادہ تنگ و تاریک اور سیاہ ہیں ان پر ک[illegible] طیبہ کا آویزاں کرنا اس پاک کلمہ کی توہین ہے اور ا[illegible] کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص نعوذ باللہ بیت الخلاء پر کلمہ طیبہ لکھنے لگے "یقیناً" اس کو کلمہ طیبہ کی توہ[illegible] کا مرتکب اور لائق تعزیر قرار دیا جائے گا۔ اور گند[illegible] جگہوں سے کلمہ طیبہ کا مٹانا دراصل کلمہ کی توہ[illegible] نہیں بلکہ عین ادب ہے۔

سوم: مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ثانیہ کا مظ[illegible] ہونے کی وجہ سے (نعوذ باللہ) خود "محمد رسول اللہ" ہے۔ چنانچہ ایک غلطی کا ازالہ میں لکھتا ہے:

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم

"اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی"۔(روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

قادیانی' جب کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھتے ہیں لامحالہ ان کے ذہن میں مرزا کا یہ دعویٰ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ مرزا قادیانی کو کلمہ کے مفہوم میں داخل جانتے ہیں بلکہ اسے "محمد رسول اللہ" کا مصداق سمجھتے ہیں اور یہی سمجھ کر کلمہ پڑھتے ہیں چنانچہ مرزا بشیر احمد قادیانی نے لاہوری جماعت کا یہ سوال نقل کرکے کہ "اگر مرزا نبی ہے تو تم اس کا کلمہ کیوں نہیں پڑھتے؟" اس کا یہ جواب دیا ہے:

"محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ﷺ ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں حضرت مسیح موعود کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعود کی بعثت کے بعد محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے اور بس۔

علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی ومارای اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین ﷺ کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمدؐ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی"۔(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۵۸ مؤلفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

پس چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا نے اسے "محمد رسول اللہ" بنایا ہے اور چونکہ قادیانی اس کے اس کفریہ دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور چونکہ وہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مفہوم میں مرزا قادیانی کو داخل مانتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں' اس سے معمولی عقل و فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر توہین رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے منافقوں کی مسجد ضرار کو گرانے' جلانے اور اسے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے کا جو حکم دیا تھا اگر وہ صحیح ہے (اور بلاشبہ صحیح ہے یقیناً" صحیح ہے "قطعاً" صحیح ہے) تو قادیانی منافقوں کی وہ مسجد نما عمارت جس پر کلمہ طیبہ کندہ ہو اسے منہدم کرنے' جلانے اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں تبدیل کرنے کا مطالبہ کیوں غلط ہے؟ اور اس سے بھی کم تر یہ مطالبہ کہ مسجد ضرار کے ان چہروں پر کلمہ طیبہ نہ لکھا جائے' آخر کس منطق سے غلط ہے؟

الغرض پاکستان میں چونکہ قادیانیوں کا کفر و نفاق کھل چکا ہے' ان کو کلمہ طیبہ کے کتبے لگا کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے' کلمہ طیبہ کی توہین کرنے اور آنحضرت ﷺ کی عزت و حرمت سے کھیلنے میں دشواریاں پیش آرہی ہیں' مسلمان ان کے غلیظ عقائد پر مطلع ہونے کے بعد ان کی ان مذموم حرکات کو برداشت نہیں کرتے اس لئے ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی' پاکستان کی سرزمین کو نعوذ باللہ' "لعنتی ملک" کہنے سے نہیں شرماتا اور اس کا مرشد مرزا طاہر قادیانی پاکستان کے خلاف "جنگ کا بگل" بجا رہا ہے اور پاکستان میں افغانستان کے حالات پیدا کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔

"جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ اگر اس خطہ میں ظلم جاری رہا (یعنی قادیانیوں کو یہ اجازت نہ دی گئی کہ وہ کلمہ طیبہ کے کتبے لگا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہیں۔ ناقل) تو ہو سکتا ہے کہ وہاں ایسے حالات پیدا ہوں جیسے افغانستان میں پیدا ہوئے"۔(قادیانی اخبار ہفت روزہ "لاہور" صفحہ ۲۰ اپریل ۱۹۸۵ء)

اسی کے ساتھ پورے عالم اسلام کو دعوت دے رہا ہے کہ پاکستان کے خلاف زہر اگلنے کے کام میں قادیانیوں کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو "ہمیشہ تمہارا نام لعنت کے ساتھ یاد کیا جاتا رہے گا"۔(قادیانی پرچہ ماہنامہ مشکوٰۃ قادیان۔ مئی و جون ۱۹۸۵ء صفحہ ۱۲)

ان تمام حقائق کو سامنے رکھ کر انصاف کیجئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نوبل انعام کسی پاکستانی کے لئے یا عالم اسلام کے کسی مسلمان کے لئے لائق فخر اور موجب مسرت ہو سکتا ہے؟ ہمارے جدید طبقہ کی رائے یہ ہے کہ عبدالسلام قادیانی کا عقیدہ و مذہب خواہ کچھ ہو۔ ہمیں اس کی سائنسی مہارت کی تعریف کرنی چاہئے اور اس کے عقیدہ و مذہب سے صرف نظر کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہمارے ملک کے ایک معروف

ارے سے شائع ہونے والے پرچے میں ڈاکٹر
عبدالسلام کی تعریف میں بہت کچھ لکھا گیا تھا۔ ایک
دردمند مسلمان نے اس پر اس ادارے کے سربراہ کو
خط لکھا' پاکستان کی اس معروف ترین شخصیت کی
جانب سے اس کے خط کا جو جواب ملا' اس میں
مندرجہ بالا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔ ضروری تمہید
کے بعد جوابی خط کا متن یہ ہے:

"ڈاکٹر عبدالسلام کے سلسلے میں آپ نے جو
لکھا ہے اس میں جذبات کی شدت ہے۔ لیکن آپ
ہیں تو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں روادار
اور کشادہ دل ہونا چاہئے۔ غیر ملکیوں اور غیر مذاہب
کے سائنس دانوں اور دوسرے بہت سے ماہرین کے
متعلق ہم روزانہ تحریریں پڑھتے رہتے ہیں۔ ان کی
اچھی باتوں کی تعریف کرتے ہیں۔ ان کے کارناموں
کی قدر کرتے ہیں' ان کی ایجادات سے فائدہ اٹھاتے
ہیں پھر ان کے متعلق دوسری تمام باتیں لکھتے ہیں
لیکن یہ کہیں نہیں لکھتے کہ ان کا مذہب کیا ہے یا کیا
تھا' کیونکہ ہمیں اس سے غرض نہیں ہوتی' ہم تو ان
کی صرف ان باتوں سے سروکار رکھتے ہے جو انہوں
نے انسانوں اور دنیا کے فائدے کے لئے کئے۔ یقین
ہے کہ آپ مطمئن ہو جائیں گے۔"

یہ نقطہ نظر واقعی اسلامی فراخ قلبی کا مظہر ہے۔
اور ہم بھی تہہ دل سے اس کے حامی و مؤید ہیں
لیکن اگر کوئی صاحب کمال اسلامی مفادات کی جڑیں
کاٹتا ہو اگر اس کے اور اس کی جماعت کے رویہ سے
اسلامی ممالک کو خطرات لاحق ہوں۔ اگر وہ اپنے
کمال کو اپنے باطل مذہب کی اشاعت اور مسلمان
نوجوانوں کو مرتد بنانے کے لئے استعمال کرتا ہو تو اس
کے کمال کے اعتراف کے ساتھ ساتھ اس سے لاحق
خطرات سے قوم کو آگاہ کرنا بھی اہل فکر و نظر کا فریضہ
ہونا چاہئے۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی ہے۔ قادیانیت کا
پرجوش داعی و مبلغ ہے۔ اس کی جماعت اور اس کا
پیشوا ہمیشہ سے مسلمانوں کا حریف اور اعدائے اسلام
کا حلیف رہا ہے۔ وہ پاکستان کے خلاف جنگ کا بگل
بجا رہا ہے۔ اور وہ پورے عالم اسلام کو قادیانیوں کے
موقف کی تائید نہ کرنے کی وجہ سے لعنتی قرار دے
رہا ہے' اور وہ پوری دنیا میں یہ جھوٹا شور و غوغا کر رہا
ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ کیا
مسلمانوں کے ایسے دشمن کی تعریف کرنا' جس سے
عالم اسلام کو خطرات لاحق ہوں' اسلامی غیرت و
حمیت کا مظہر ہے؟

مندرجہ بالا خط میں جس طبقہ کی نمائندگی کی گئی
ہے ہمیں افسوس ہے وہ جوش رواداری میں اسلامی
غیرت و حمیت کے تقاضوں کو پشت انداز کر رہا ہے
اور اس طبقہ میں تین قسم کے لوگ شامل ہیں۔

اول : وہ ناواقف اور جاہل لوگ جو نہیں
جانتے کہ قادیانیوں کے عقائد و نظریات کیا ہیں؟
.....اور ان کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے
خلاف بغض و عداوت کے کیسے جذبات موجزن ہیں
.....

دوسری قسم وہ تعلیم یافتہ طبقہ ہے' جو ملحد و لا
دین ہے جس کو دین اور اہل دین سے بغض و نفرت
ہے اور دین سے بیزاری اس کے نزدیک گویا فیشن
میں داخل ہے وہ مذہب کی بنیاد پر افراد اور ملتوں کی
تقسیم ہی کا قائل نہیں ـــــ وہ مومن و کافر ایماندار
اور بے ایمان اہل حق اور اہل باطل سب کو ایک ہی
آنکھ سے دیکھتا اور ایک ہی ترازو سے تولتا ہے ـــــ
اس کے نزدیک دین بس اسی نعرہ بازی اور مقالہ
نگاری کا نام ہے۔ انہیں اپنی قومی و ملی مصروفیات کے
ہجوم میں کبھی اہل دین اور اہل دل کی صحبت کا موقع
نہیں ملا اس لئے ان کے حریم قلب میں دینی حمیت و
غیرت کے بجائے مصلحت پسندی کا سکہ رائج ہے اور
یہ حضرات بڑی معصومیت سے رواداری اور کشادہ
دلی کا وعظ فرماتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ سارا وعظ
خدا اور رسول اور دین و ملت کے غداروں سے
رواداری تک محدود ہے اگر ان کی ذاتی املاک کو کوئی
شخص نقصان پہنچائے' ان کی اپنی عزت و ناموس پر
حملہ کرے وہ رواداری کا سارا وعظ بھول جائیں
گے۔ ان کی رگ حمیت پھڑک اٹھے گی ان کا جذبہ
انتقام بیدار ہو جائے گا اور وہ اس موذی کو کیفر کردار
تک پہنچا کر ہی دم لیں گے۔ لیکن اگر کوئی خدا اور
رسول کی عزت پر حملہ کرتا ہو' دین میں قطع و برید
کرتا ہو' اکابر امت پر کیچڑ اچھالتا ہو اس کے خلاف
ان کی زبان و قلم سے ایک حرف نہیں نکلے گا' بلکہ یہ
حضرات ایسے موذیوں کا تعاقب کرنے والوں کو درس
رواداری دینے لگیں گے۔ اس "دین پسند" طبقہ کو
معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود کو "محمد رسول
اللہ" کی حیثیت سے پیش کرتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ
قادیانی ٹولہ مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد رسول اللہ مسیح
موعود اور مہدی معہود مانتا ہے انہیں علم ہے قادیانی
اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن اور خدا اور
رسول کے غدار ہیں وہ باخبر ہیں کہ تمام قادیانی پاکستان
کو' لعنتی سرزمین سمجھتے ہیں اور پاکستان کی اینٹ سے
اینٹ بجانے کے لئے بین الاقوامی سازشیں کر رہے
ہیں لیکن ان تمام امور کے باوجود یہ "دین پسند" طبقہ
قادیانیوں کے حق میں رواداری کا درس دیتا ہے۔
تاریخ بتاتی ہے کہ ایسی قومیں' جن میں مذکورہ بالا تین
طبقات کی اکثریت ہو' وہ جلد یا بدیر تحلیل ہو کر رہ
جاتی ہیں۔ خصوصاً" تیسری قسم کے لوگ جو دینی
حمیت و غیرت سے خالی' اور احساس خود تحفظی
سے عاری ہوں وہ بہت جلد مقہور و محکوم ہو کر رہ
جاتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا رواداری اور کشادہ دلی'
کے ہم بھی قائل ہیں لیکن اس رواداری کا یہ

باقی صفحہ ۲۵ پر

قسط نمبر ۲

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

مولانا محمد اشرف کھوکھر

ساتویں آیت ...... شیخ نصیر احمد کی کوشش بار آور نہیں ہوتی:

شیخ صاحب ص ۳۳ پر سورہ آل عمران کی آیت **وما محمد الا رسول** کو عیسیٰ کی وفات ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب نے ازالہ اوہام اول ص ۳۰۶ پر سعی لاحاصل کی۔ لکھتے ہیں کہ **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افاء من مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم** اور اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں "یعنی محمد ﷺ صرف ایک نبی ہیں ان سے پہلے سب نبی فوت ہوگئے ہیں' اب کیا اگر یہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو ان کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا جس کی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ؟"

اب ناظرین اس آیت کا صحیح ترجمہ ملاحظہ فرمائیں" نہیں محمد مگر ایک رسول ان سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں پس اگر مرجائیں یا قتل کیے جائیں تو کیا تم اپنے پچھلے قدموں لوٹ جاؤ گے"۔ یہ آیت جنگ احد میں نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہو کر ایک غار میں "۔ گر پڑے تھے۔ شیطان نے پکار دیا کہ محمدؐ مارے گئے یہ سنتے ہی مسلمانوں کا تمام لشکر بجز خواص اصحابؓ کے بھاگ نکلا اور جہاد کرنے سے رک گئے کہ اب محمدؐ تو رہے نہیں جہاد کس لئے کیا جائے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھاتا ہے' کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ احکام شریعت کی تعمیل صرف اس وقت تک کی جاتی ہے جب تک نبی اپنی امت میں بہ نفس نفیس موجود ہے یہ تمہارا خیال غلط ہے۔ ذرا خیال کرو کہ کس قدر نبی اور رسول ہو چکے ہیں کیا وہ سب اپنی امت میں موجود ہیں یا ان کی امت نے اپنا دین محض اس وجہ سے ترک کر دیا ہے؟ جب کسی نے بھی ایسا نہیں کیا۔ کیا تم ایسا کرو گے کہ اگر محمد مر گئے یا قتل کیے گئے جیسا کہ اس واقعہ میں مشہور ہو گیا تھا تو تم اپنا دین چھوڑ بیٹھو گے؟ اب مرزا صاحب اور نصیر احمد صاحب سے پوچھا جائے کہ اس میں موت مسیح کی کونسی دلیل ہے؟

ناظرین! مرزا صاحب اور شیخ صاحب نے لفظ خلت سے موت مسیح کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے استدلال یہ کیا کہ جب محمد صلعم سے پہلے رسول سب کے سب فوت ہو چکے ہیں تو بس مسیح بھی ان میں آگئے۔ حالانکہ مرزا صاحب اور شیخ صاحب نے خلت کے جو معنی اپنی مرضی سے اپنا مدعا بیان کرنے کے لئے' لئے ہیں "یعنی ان سے پہلے نبی سب فوت ہوگئے ہیں" صحیح نہیں اس لئے کہ خلت مشتق ہے خلو سے اور موضوع مکان کی صفت کے لئے اور اس کا مطلب جگہ خالی کرنا ہے چنانچہ لسان العرب میں ہے **خلا خلا المکان والشیں یخلوا خلوا وخلاء واخلی اذا لم یکن فیه احد ولا شئی فیه وهو خال** اسی طرح قاموس اور صراح میں بھی۔ اور قرآن مجید میں نقل مکان کے لئے آیا ہے جیسے **واذا خلوا الی شیطینهم** "یعنی جس وقت یہ منافق اپنے بڑے شیطانوں یعنی رئیسوں کے پاس جاتے ہیں" اور اسی طرح اس آیت زیر بحث سے تھوڑا سا پیشتر ہے **واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ** (سورۃ آل عمران) "یعنی منافق لوگ جس وقت تم سے الگ ہوتے ہیں تو تم پر غیظ و غضب کے مارے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں اور اسی طرح یہ آیت ہے" **فخلو سبیلهم** یعنی مشرک لوگ جب ایمان لے آئیں اور احکام اسلامی کے پابند ہو جائیں تو ان کا رستہ خالی کردو یعنی ان سے تعرض نہ کرو۔ ان سب آیات میں ایک جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ جانا ہے جسے انتقال مکانی کہتے ہیں۔ دوسرے معنی لفظ خلو کے جو زمانے کے متعلق ہوتے ہیں "گزرنا" ہیں جیسے آیت **بما اسلفتم فی الایام الخالیه** "یعنی جو کچھ تم نے ایام گزشتہ میں کیا اس کے عوض میں جنت کی ان نعمتوں میں رہو" زیر بحث آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ "جگہ خالی کر گئے" اور گزر چکے ہیں پیشتر اس کے کئی رسول" اور یہ معنی زندوں اور مردوں ہر دو پر آسکتے ہیں۔ کیونکہ جگہ خالی کرنے اور گزرنے کی کیفیت صرف موت ہی میں منحصر نہیں بلکہ یہ لفظ خلو مردوں کے حق میں انتقال بالموت کے معنوں میں متعین ہوگا اور زندوں کے حق میں جگہ تبدیل کرنے کے معنوں میں۔

روزمرہ زندگی میں مثال:

جس طرح ہم کہا کرتے ہیں کہ "اس شہر میں ایسے حاکم کئی ہو گزرے ہیں" لہٰذا جس طرح یہ جملہ خواہ وہ حاکم مرگیا ہو خواہ وہاں سے تبدیل ہو کر دوسری جگہ چلا گیا ہو۔ ہر دو حال میں صحیح المعنی رہتا ہے اسی طرح آیت **قد خلت من قبله الرسل** میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں بدلالت آیت بل **رفعه اللّٰه الیه** وغیرہ وغیرہ دوسرے معنی

یعنی جگہ کے تبدیل کرنے میں متعین ہوگا۔

شیخ صاحب صفحہ نمبر ۳۴ پر مرزا صاحب کی گل افشانی کو یوں لکھتے ہیں اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ اگر نبی کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا نبی پہلے نبیوں میں سے پیش کرو جو آج تک زندہ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اگر مسیح ابن مریمؑ زندہ ہے تو پھر دلیل جو خدا تعالیٰ نے پیش کی صحیح نہیں ہوگی۔" مرزا صاحب اور مرزائی امت ہر دینی و دنیوی علم میں تجدید کرتے ہیں خواہ اسے جانیں یا نہ جانیں۔ شیخ صاحب! مرزا صاحب سے یہ پوچھیں کہ یہ منطق آپ نے کہاں سے پڑھی؟ کیا ٹیچی ٹیچی سے تو نہیں سیکھیں؟ شیخ صاحب! زیر نظر آیت کی صحیح مراد یہ ہے کہ میدان جنگ میں نبی صلعم کی شہادت کی خبر سن کر بعض لوگوں نے نبوت اور موت میں منافات کا گمان کرکے ارتداد کی راہ اختیار کرنا چاہی۔ اللہ رب العزت نے یہ آیت ان کے زعم کی تردید میں نازل کی' لہٰذا اس کا ماحصل یہ ہوا کہ اگر رسالت اور موت میں منافات ہوتی تو کوئی رسول بھی نہ مرتا کیونکہ جب مقصود یہ ہے کہ وصف رسالت اور موت میں منافات کے گمان کو دور کیا جائے تو خواہ ایک فوت شدہ رسول کو بطور نظیر پیش کریں خواہ زیادہ کو بہردو صورت مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔"

تفسیر کبیر ص ۸۵ ج ۳' تفسیر خازن ص ۳۰۷ ج ۱' مدارک ص ۳۰۶ ج ۱' فتح البیان ص ۱۱۷ ج ۲' ابن کثیر ۲۸۹ ج ۲' کشاف ۳۲۸ ج ۱ اور ابن جریر ص ۶۸ ج ۴' بھی کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ پس آپ بھی ان میں موجود نہ رہیں گے جیسا کہ دوسرے رسول ان میں موجود نہیں رہے اور جیسے کہ ان کی اتباع ان کی عدم موجودگی میں اپنے دین پر تمسک پکڑتے رہے تم پر بھی لازم ہے کہ حضورؐ کی عدم موجودگی میں اپنے دین پر تمسک پکڑو کیونکہ بعثت رسل سے غرض تبلیغ رسالت اور الزام حجت ہے نہ خود رسولوں کا اپنی قوم میں ہمیشہ رہنا۔ فان مات او قتل الخ یہ بطریق الزام کے وارد ہوا ہے یعنی مرگئے ان کی امت اپنے دین سے نہیں لوٹ گئی اور نصاریٰ کے اعتقاد کے بموجب عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے لیکن وہ ان کے دین سے نہیں پھرے لہٰذا یہاں بھی اسی طرح ہونا چاہئے۔

قد خلت من قبله الرسل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام داخل ہی نہیں کیونکہ یہی **قد خلت من قبله الرسل** آیت **ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل** میں بھی موجود ہے۔ اگر الف لام استغراق کے لئے لیا جاوے تو یہ معنی ہوں گے کہ سارے رسول علیہم السلام پہلے مرچکے ہیں اور خود عیسیٰ علیہ السلام ان سے مستثنیٰ ہیں حالانکہ ان سارے رسولوں میں حضور علیہ السلام بھی ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لائے۔ معلوم ہوا الرسل جمیع افراد رسل کو محیط نہیں اور صحابہ اہل لسان کا جرح نہ کرنا اس پر دلیل ہے کہ صدیق اکبرؓ اور کل صحابہؓ متفق تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام خارج ہیں۔ ورنہ اس قدر متواتر احادیث نزول عیسیٰؑ کے متعلق صحابہؓ روایت نہ کرتے طرفہ یہ کہ ابن عباسؓ کی قرات میں رسل ہے۔ (روح المعانی)

لہٰذا شیخ نصیر احمد صاحب نے وفات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ بحث درج بالا سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ زندہ ہیں۔ مرزائی امت نے خود دھوکہ کھایا اور دوسروں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں۔ ایک صاحب ایمان تو حق واضح ہونے پر کہہ دیتا ہے کہ **امنا وصدقنا** لیکن بقول شاعر قرآن علامہ اقبالؒ۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

آٹھویں آیت:

شیخ نصیر احمد صاحب نے ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۰۶-۶۰۷ کی عبارت ص ۳۴ پر نقل کرتے ہوئے لکھا کہ **وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فهم الخلدون** (الانبیاء ۳۵) ترجمہ یوں لکھتے ہیں "یعنی ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو زندہ اور ایک حالت پر رہنے والا نہیں بنایا پس کیا اگر تو مر گیا تو یہ لوگ باقی رہ جائیں گے؟"

ناظرین! اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے کوئی بھی تعلق نہیں کیونکہ اس میں ہمیشہ رہنے کی نفی ہے اور ہم عیسیٰ علیہ السلام

کے ہمیشہ زندہ رہنے کے قائل نہیں بلکہ بموجب حدیث صحیح اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ نازل ہونے کے بعد دنیا میں آباد رہ کر فوت ہوں گے اور مدینہ طیبہ میں حضور رسالت مآب ﷺ کے پہلو میں دفن ہوں گے۔ قادیانی کی مماثلت کی تردید اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی تائید میں یہ آیت کافی ہے لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کی موت قبل النزول ثابت نہ ہوئی۔

نویں آیت:

شیخ صاحب تیس آیات کے صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں کہ **تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون** ○ (البقرہ ۱۳۵) شیخ صاحب یہاں خلت کا مطلب فوت ہوگیا کرتے ہیں اور پوری آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں "یعنی اس وقت سے پہلے جتنے پیغمبر ہوئے ہیں یہ ایک گروہ تھا جو فوت ہوگیا' ان کے اعمال ان کے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور ان کے کاموں میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے۔"

باقی آئندہ

قسط نمبر ۱

صحابہ کرامؓ

معیارِ حق

پروفیسر ڈاکٹر ولی محمد ' رحیم یار خان

اس امر پر امت کا اتفاق ہے کہ "الصحابۃ کلھم عدول" اس لئے کہ خاتم النبیین ﷺ کے شرف صحبت کے لئے رب العالمین کے چناؤ کا قرعہ ان کے نام پڑا تھا ممکن نہیں تھا کہ کوئی مجروح شخصیت صحبت سے شرف یاب ہوپائے کیونکہ یہ "اخرجت للناس" یعنی اساتذہ امت کا گروہ تھا اگر کسی ایک استاد میں بھی خامی رہ جاتی تو وہ خامی شاگرد کے سیرت و عمل میں منتقل ہوگی اور تواراثاً آگے چلے گی کیونکہ اصل سے اس کو سند حاصل ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس رب العالمین نے "اتممت علیکم نعمتی" فرماکر کسی جدید ہدایت نامہ کی حاجت کی قطعی نفی فرمادی وہ ختم نبوت کے مقاصد کی تکمیل کا انتظام نہ فرماسکا؟! قاجرات صحابہ کی اس بارے میں آڑلینا "نگاہ کی نامسلمانی" کا ثمرہ ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ صحابہؓ کا فرض منصبی یہ تھا کہ خاتم النبیین ﷺ کی سنت' سنت کا توازن' اور توازن کی نازک آفرینیاں' یہ مقدس امانت آئندہ نسل کے سپرد کریں آئندہ نسل یعنی سنت کے امینوں کا عہد ثانی جسے احساس امانت کی نزاکتوں نے تابعین یعنی (نقش قدم پر چلنے والے) کے نام سے موسوم کیا' تابعین جنہیں رب العالمین کے فضل نے توفیق خاصی سے نوازا تھا اور شرح صدر کی دولت بے پناہ سے بہرہ مند کیا تھا وہی شرح صدر جو حضرت عمرؓ ابوبکرؓ اور زید بن ثابتؓ کو جمع قرآن کے مسئلہ پر حاصل ہوئی' اس شرح صدر کی بدولت انہوں نے سنت کو مسائل زندگی کی تفصیلات پر منطبق کرنا شروع کیا تاکہ تنوع پذیر انسانی زندگی کی کوئی سی جزی بھی سنت کی راہنمائی سے محروم نہ رہے اسی کا نام اجتہاد ہے اجتہاد کے اس عہد امانت میں ہر عالم مجتہد ہے' عہد صحابہؓ میں کسی منافق کا داؤ نہ چل سکا کہ شرف صحابیت کا دھوکا دے سکے لیکن اب وہ بات نہ رہی تھی اب اگر کوئی کذاب کہہ دے کہ میں تابعی ہوں تو اس کا یہ بہروپ فریب کا دام ہمرنگ زمین بچھا سکتا تھا' لیکن عہد' عہد امانت تھا اور تابعین کی زندگیاں صحبت اصحاب نبی ﷺ کے فیض و برکت سے معمور تھیں' نقش قدم پر چلنے کی صفت نے جس سے انہوں نے تابعین کا نام پایا' ان کے دماغوں میں عارفانہ ریڈار کا ایسا نظام قائم کردیا تھا کہ کوئی جھوٹا اپنے جھوٹ کے ساتھ مخفی نہیں رہ سکتا تھا لہذا جھوٹوں کا نام بنام پہچان لیا گیا اور بھولوں میں مل کر چلنے کی ان کی چال ناکام بنادی گئی۔ لیکن عہد امانت کو ہمیشہ نہیں رہنا بہرحال خیانت کا دور آنا ہے جس میں جھوٹوں کی بن آئے گی لہذا دلائل مجمع کی تدوین اور انہیں مومنانہ بصیرت سے مسائل زندگی پر ٹھیک ٹھیک منطبق کرنا عہد امانت کا فرض تھا جسے اس عہد کے سعادت مندوں نے نہایت خوبی سے اور بدرجہ کمال ادا کیا' تدوین و استنباط کا آغاز عہد تابعین میں وسیع پیمانہ پر شروع ہوگیا تھا لیکن تبع تابعین کے عہد میں تدوین و ترتیب اور استنباط و تحقیق کی سرگرمیاں نقطہ عروج پر پہنچ گئیں۔ اور یہ عہد جو قرون امانت کا آخری عہد تھا اس کے سعادت مندوں نے بھی نقش قدم پر چلنے کی صفت ہی سے تبع تابعین کا نام پایا تھا جس سے معلوم ہوا کہ تابعیت کی یہ صفت کوئی بہت اونچی سعادت ہے یہی وہ صدف ہے جس میں امانت کا گوہر پلتا ہے اس عہد میں تدوین و ترتیب اور استنباط و تحقیق کے ضروری امور پایہ تکمیل کو پہنچ گئے اور بعد والوں کے لئے سوا خوشہ چینی کے کچھ باقی نہ رہا کیونکہ بعد والوں کے زمانے کو فرمان نبوی ﷺ "ثم یظھر الکذب" کی صداقت کی گواہی بھی دینی تھی اسی گواہی کا یہ اثر تھا کہ بعد والوں کو وہ سعادت میسر نہ آسکی جس کی بدولت ان کے عہد کو "نقش قدم پر چلنے والے" یعنی تابعین کا نام نصیب ہوتا' نقش قدم پر چلنے کے معنی یہ ہیں کہ جس سمت میں اصل کا قدم اٹھے تابع کا قدم اسی سمت اٹھے اگر وہ قدم صحیح ہے جو اصل نے اٹھایا ہے تو تابع کے قدم کا صحیح اور درست ہونا اس کا منطقی اور لازمی نتیجہ ہے لہذا خاتم النبیین ﷺ کی حیات مبارک کا ہر لمحہ اگر صحیح اور برحق تھا تو کسی صحابی کے غلط چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' جب "تابع" غلط نہیں ہوسکتا جو پیچھے پیچھے آرہا ہے تو "صاحب" کیسے غلط ہوسکتا ہے جو ساتھ ساتھ قدم سے قدم ملائے چل رہا ہے اور جب صحابی کی راہ صحیح اور سیدھی ہے تو انکے قدم پر قدم رکھنے والے تابعی کی راہ کیونکر غلط ہوسکتی ہے' اور جو غلط طرف چل نکلا وہ تابعی کیونکر ہوسکتا ہے اور یہی مثال تبع تابعین کی ہے' یہی وجہ ہے کہ علماء امت نے جسے تابعی یا تبع تابعی قرار دیا اس کے اجتہاد کو غلط اور نادرست نہیں کہا' جس کے اجتہاد کو غلط اور باطل پایا اسے تابعی یا تبع تابعی کا نام نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ تابعین و تبع تابعین کے عہد میں مجتہدین کی تعداد لاتعداد ہے اور ان سب کا اجتہاد اپنی اپنی جگہ برحق اور صحیح تھا اور علماء امت کی طرف سے اسے قبول

عام حاصل ہوا۔ لیکن اس کے بعد تاریخ میں ہمیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی فرد واحد نے مجتہد علی الاطلاق ہونے کی جرأت دکھائی ہو۔ اس لئے نہیں کہ کوئی پابندی عائد ہو گئی تھی کہ آئندہ کوئی اجتہاد نہ کرے' اور اس لئے بھی نہیں کہ صلاحیتیں بانجھ ہو گئی تھیں اور رجال علم کی سپلائی رک گئی تھی بلکہ اس لئے کہ جس نے بھی اس وادی میں اترنا چاہا اس نے ہر قدم پر اپنے سامنے ایک سنگ گراں پایا جس پر یہ سوالیہ نشان کندہ تھا کہ کیوں؟ اور کدھر؟ چونکہ "ثم یظھر الکذب" کا عہدہ شروع ہو چکا تھا اس لئے امت کی ایمانی نفسیات نے ہر قدم پر پہرے بٹھا دیئے تھے کہ مبادا کوئی کذاب ہدایت کا لباس راہ پہنے اور نکل جائے' لہٰذا جس عبقری نے بھی اپنے علم و عمل سے ہر قدم پر یہ جواب پیش کیا کہ میرا قدم تابعین و تبع تابعین کی قائم کردہ اصول شریعت کے عین مطابق ہے اور میرا سفر انہیں نشان ہائے راہ پر ہے جو تابعین و تبع تابعین دکھا گئے تھے اسے امت نے سر آنکھوں پر بٹھایا اور سرمایہ سعادت سمجھا لیکن یاد رہے کہ اس جواب باصواب کے بعد وہ مجتہد نہیں رہا مقلد ہو گیا حالانکہ اس کا علم و عمل ایک مجتہد کا علم و عمل ہے اور جس نے یہ جواب دیا کہ "میں نے دین ماضی یا حال کے اشخاص سے نہیں سمجھا" وہ لڑکھڑایا اور پھسلا اور "واصل جہنم" کی تفسیر بن گیا۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ علماء امت کی تنگ نظری یا بے بضاعتی نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا' اس کی بے خبری قابل رحم ہے' اجتہاد کا دروازہ بند نہیں کیا گیا بلکہ وہ از خود بند ہو گیا' اور یہ "وانا له لحافظون" (۔الحجر ۹) کا منطقی تقاضا تھا اور "وانا له لحافظون" ہی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اجتہاد فی المسائل کا دروازہ بھی بند نہیں ہوا اور نہ کبھی اس میں انقطاع ہوا بلکہ ہمیشہ جاری رہا اور جاری رہے گا لیکن یہ مقلد کے دائرہ عمل کی بات ہے کہ ملت اسلامیہ کو ضرورت بھی اجتہاد فی المسائل کی ہے اجتہاد علی الاطلاق کی نہیں' اجتہاد مطلق کی ضرورت قرون ثلاثہ کے بعد ملت اسلامیہ کو نہ آج تک پیش آئی اور نہ کبھی آئے گی البتہ علم سے افلاس' نصیب ذہن کی سمجھ میں یہ بات نہ پہلے کبھی آئی ہے اور نہ آئندہ آئے گی۔ پھر اس بات کو بھی پیش نظر رکھئے کہ زمانہ جس قدر عہد نبوت سے دور ہوتا چلا گیا "ثم یظھر الکذب" کی کیفیت میں اسی قدر شدت آتی چلی گئی یہی وجہ ہے کہ ہر بعد میں آنے والے زمانے کے ارباب علم نے اپنے پیش رو اصحاب علم کو اپنے لئے سند گردانا' جس کی وجہ یہ تھی کہ گزرنے والا زمانہ "ثم یظھر الکذب" کے اعتبار سے بعد والے زمانے سے بہرحال بہتر ہے ورنہ میں نہیں سمجھتا کہ کمال علمی کے لحاظ سے حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ کو انور کشمیریؒ پر کیا کچھ فوقیت حاصل ہے' حتیٰ کہ جب زمانہ اپنے الٹ پھیر کی اس منزل میں پہنچا جہاں قلوب کی گہرائیوں میں اتری ہوئی امانت کو اٹھتے اٹھتے بالآخر کلیتاً اٹھ جانا تھا اور جس کے بارے میں حدیث شریف میں بتایا گیا تھا کہ "حتی لم یبق عالما واحدا اتخذوا رؤسا" جھالا" فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا" جب لیل و نہار کی اس ساعت کو آنا تھا جس کی کیفیت یہ بتائی گئی تھی "ویکون اسعد الناس بالدنیا لکم بن لکم الایومن باللہ ورسوله" جب زمانہ ایسے لوگوں کا آ جائے جن کی صفت یہ ہو حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ان من ادبار ھذا الدین تجفو القبیلة باسرھا" دین میں ادبار کا یہ عالم ہو گا کہ خاندان کا خاندان تمام تر دین سے بیزار ہو گا' آپ ﷺ نے فرمایا کہ "کیف بکم اذا رائیتم المنکر معروفا والمعروف منکرا" کیا بنے گی تم پر جب تم منکر کو معروف اور معروف کو منکر سمجھنے لگو گے؟۔ "ھوی متبعا وشحا" مطاعا" واعجاب کل ذی رای برایه" اس کے دین بیزار زمانہ کہتے ہیں تقلید حرام ہے سچ فرمایا آپ ﷺ نے "حتی لم یبق عالما واحدا اتخذ وا رؤسا جھالا" فافتوا بغیر علم فضلو واضلوا" علماء اٹھتے جائیں گے حتیٰ کہ جب کوئی ایک عالم بھی باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو رہنما بنالیں گے جو بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے' اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی امی ﷺ علماء کا منصب فتویٰ دینا بتا رہے ہیں اور عوام کی حیثیت فتوے پر عمل کنندگان کی ہے اور یہ عوام کی ایک ایسی ضرورت ہے جس سے وہ کسی حال میں بھی مستغنی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ اگر کسی زمانے میں علماء باقی نہ رہیں تو عوام اپنی یہ ضرورت عالم نما جاہلوں سے پوری کرنے پر مجبور ہوں گے' کیا یہ ممکن تھا کہ ایک ایسی ضرورت کو حرام اور ممنوع قرار دیا جاتا جس سے عوام کو کسی حال میں مفر نہیں؟ اور جبکہ خود نبی امی ﷺ فتوے پر عمل پیرا ہونے کو عوام کی ضرورت بتا رہے ہیں لیکن یہ وضاحت فرما دی کہ عالم نما جاہل کی تقلید ہدایت کے باب میں کار آمد نہیں اور اس حدیث سے "تفقہ فی الدین کا فرض علی الکفایہ ہونا ایسے علم فراموش زمانے میں اور زیادہ موکد ہو گیا تاکہ عوام کو تقلید صحیح کی راہنمائی میسر آ سکے اور تقلید غلط کی گمراہی سے بچ سکیں۔" عن انس بن مالک قال قال النبی ﷺ ان مثل العلماء فی الارض کمثل النجوم فی السماء یھتدی بھا فی ظلمات البر والبحر فاذا انطمست النجوم اوشک ان تضل الھداة" (الحدیث مجمع الزوائد) اس سے معلوم ہوا کہ علماء کی تقلید ہی عوام الناس کے لئے ہدایت پر کاربند رہنے کا ذریعہ ہے لیکن یاد رہے کہ "علماء" کے معنی عربی مدارس کے سند یافتہ لوگ نہیں ہیں سند تو صرف اتنا بتاتی ہے کہ صاحب سند کی نسبت علم مستند اور صحیح ہے لیکن عالم صرف اتنی بات

سے نہیں بن جاتا عالم بننے کے لئے نسبت عالم کے صحیح ہونے کے ساتھ علوم قرآن و حدیث میں مہارت تامہ اور عمل بالسنۃ کا صحیح ذوق لازم و ضروری ہے ہمیں صرف پہلی چیز یعنی صحیح نسبت علم حاصل ہے باقی دونوں امور سے بسا اوقات کورے ہیں' اور اگر کوئی عالم تینوں ضروری صفات سے متصف ہو تو عوام الناس کے لئے وہ قابل تقلید امام ہے' ایام صحابہؓ سے ملت اسلامیہ کا عملی تواتر بھی یہی ہے تابعین جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف نہیں پایا تھا انہوں نے صحابہؓ کے عمل کو اپنے عمل کا معیار بنایا' صحابہؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انہوں نے کبھی کسی صحابیؓ سے یہ سوال نہیں کیا کہ اپنے عمل پر قرآن و حدیث سے ثبوت مہیا کیجئے' تابعین کے زمانے تک زندگی کی تنوع پذیری سے عرصہ حیات میں بے شمار نئے مسائل کی گہما گہمی ہوئی اور اس کا دائرہ لحہ بہ لحہ وسیع سے وسیع تر ہو رہا تھا' تابعین نے اور پھر تبع تابعین نے زندگی کے اس چیلنج کو قبول کیا اور انسانی زندگی کے لیل و نہار کی گردشیں اپنی خوش بختیوں کی انتہائی سعادت مندیوں سے بہرہ یاب ہوگئیں جب حاصل کائنات سید ولد آدم ﷺ نے آمنہ کی گود میں جنم لیا۔ چونکہ سلسلہ نبوت کے ختم کی ساعت آچکی تھی اور تاریخ انسانی اس دائرے میں قدم رکھ چکی تھی' جہاں انسانی پرواز کے لئے فضاؤں کے وسیع افق تھے۔ انسانی دید و دانش' فکر و نظر اور تجربہ و تدبیر بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے تھے۔ فاصلوں کو سمٹ جانا تھا۔ زمین کے جغرافیائی حدود زیر و زبر ہوجانے تھے۔ زمین کی تمام تر آبادی ایک بستی کے نقشے میں سما جانے والی تھی۔ تجارت' امانت اور ایجادات کے دائروں کو لامحدود وسعتوں تک پھیل جانا تھا۔ فکر و دانش کی جولانیوں کو نظریہ و خیال کے نئے صحراء دریافت کرنے تھے۔ اور نئے جنگلات اگانے تھے۔ انسانی ضرورتوں اور حاجتوں کو بے انداز نوع در نوع بڑھنا تھا اور بڑھتے ہی چلے جانا تھا۔ اور زندگی کا ہر شعبہ ہر موڑ پر ہر موقع پر ہر قدم پر مسائل کی طویل فہرست تھامے کھڑا ہے۔ ایسے ہی رب کائنات کی حمیت نے چاہا کہ ابن آدم کی تلون آشنا زندگی کو اس کے تمام مسائل کا ایک ہی جامع حل دے دیا جائے۔ پہلے یوں ہوتا تھا کہ جب زمانہ نئی کروٹ لیتا تو اللہ کا رسول پیغام ہدایت لئے تشریف فرما ہو جاتا۔ جب زندگی اگلا قدم اٹھاتی تو پہلی شریعت منسوخ ہوجاتی۔ لیکن اب مشیت ربانی کا اقتضاء یہ تھا کہ زمانہ جتنا چاہے الٹ پلٹ ہوجائے۔ قومیں آتی گزرتی رہیں' عروج پر چڑھتی اترتی رہیں' صدیوں پہ صدیاں ماضی کے مدفن بنتی رہیں لیکن اس شبستان کے ہر مسئلہ کا حل خاتم النبیین ﷺ کی شریعت میں ہے۔ "**وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین**" کا اعلان فرمادیا گیا۔ "**انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون**" کا فیصلہ سنادیا گیا۔ عوام کے لئے حکم ہوا "**فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون**" فصاحت و بلاغت کی معیاروں کو دامن میں لئے' اشتقات و اعراب اور روزان و قواعد کے سانچوں میں ڈھلی امیوں کی عربی زبان کلام الٰہی کے شرف سے بہرہ نصیب ہوئی۔ اور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "**ان اللہ اختارنی واختاری اصحابی**" (۔الحدیث) گویا شرف صحبت کے سعادت نصیبوں کا گروہ نبی امی کے گرد محض اتفاقات زمانہ کی بدولت حسب معمول نہیں سمٹ آیا تھا بلکہ یہ رب العالمین کا خاص چناؤ تھا۔ بلالؓ" صہیبؓ سلمان کی غلامیاں گویا اس چناؤ ہی کی تمہید تھیں۔ اس چناؤ کی شان رفعت و سعادت اور انداز نیاز و ناز اس وقت زیر بحث ہیں۔ ہمارے موضوع سے متعلق ان کی پاکیزہ تر زندگی کا یہ پہلو ہے کہ بحیثیت معلم شریعت ان کی شان یہ تھی۔ مہر و وفا کے پتلے' تسلیم و رضا کے پیکر' سمع و طاعت کی تصویریں' بہادر ایسے کہ رستم کی باقی ان کی تلواروں کی تاب نہ لاسکے' قیصر کی سطوت خاک میں مل گئی' افغانستان و خراسان کے پہاڑوں نے گردنیں جھکادیں۔ لیکن جب فتنوں کے سیاق میں فرمایا گیا کہ "**واغمدانی سیفک ورق علی حدہ**" تو موقع آنے پر واقعی تلواریں توڑ کے بیٹھ رہے۔ بے باکانہ حق گوئی سے قیصر و کسریٰ کے دربار گونج اٹھے۔ لیکن جب آداب تربیت میں بتایا گیا کہ "**لاتسئلوا عن اشیاء الایۃ**" تو زبانوں پر تالے لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ صاحب نبوت نے پوچھا "**ای شر ھذا**" مبادا مہینہ کا نام بتانا خلاف ادب ہو اس لئے عرض کیا اللہ و رسولہ اعلم

مطلب یہ ہے کہ اطاعت رسول میں توازن و احتیاط کا وہ بانکپن تھا کہ ادنیٰ سی کمی و بیشی کا امکان تک باقی نہ رہا تھا۔ صلوٰۃ ضحیٰ جو صلوٰۃ مسنونہ ہے جب عبداللہ بن عمرؓ نے اس کا باقاعدہ اہتمام دیکھا تو ان کے ذوق عمل بالسنۃ نے منشاء سنیت سے اسے متجاوز جانا۔ اور فرمایا یہ بدعت ہے۔ جنگ یمامہ میں قراء صحابہؓ کی بھاری تعداد نے جام شہادت نوش کیا۔ فاروق اعظمؓ نے تجویز پیش کی قرآن مجید یکجا لکھ لیا جائے صدیق اکبرؓ نے اسے پہاڑ ہلانے سے زیادہ ناممکن بتایا۔ کیونکہ دائرہ سنت میں اس کی گنجائش دکھائی نہ دی۔ لیکن فاروق اعظمؓ اپنی بات دہراتے رہے تاآنکہ صدیق اکبرؓ نے فرمایا شرح اللہ صدری کما شرح صدر عمرؓ معلوم ہوا کہ یہاں عقل و دانائی اور فکر و نظر کے دلائل کارآمد نہیں ہوسکتے تھے بلکہ سینے میں محفوظ ایمان کے بے داغ روشنی امور و مسائل کی حقیقتوں کو منور کرتی تھی۔ اس لئے یہ نہیں فرمایا کہ جو بات عمرؓ کے ذہن و فکر نے سوچی تھی انہوں نے دلائل کی قوت سے مجھے بھی اپنا ہمنوا بنالیا۔

باقی آئندہ

امریکہ کا بگڑتا ہوا معاشرہ اور اسلامی دعوت کے امکانات

مولانا سید واضح رشید ندوی
ترجمہ : سید جاوید احمد (انڈیا)

امریکہ میں سیاہ فام اور سفید فام عوام کے درمیان تشدد پسندی اور دہشت انگیزی کے واقعات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے' وہاں کی سماجی ناانصافیوں اور جرائم کی کثرت اور بدامنی کو دیکھ کر ایک مفکر نے امریکی حکومت پر تنقید کی ہے کہ اسے اپنے ملک سے زیادہ باہر کی دنیا کی سوجھ رہی ہے' امریکہ کی اقتصادی اور امن وامان کی حالت دوسرے ملکوں سے زیادہ خراب ہے اقتصادی بدحالی کا وقتی حل کسی طرح امریکی حکومتوں نے تلاش کرلیا ہے اور اس نے مختلف ممالک میں فوجی مداخلت کے مواقع پیدا کرکے اپنا فوجی خرچ دوسرے ملکوں پر بڑی حد تک ڈال دیا ہے' خلیج کے ممالک میں ان کی فوجی موجودگی اس کی ایک مثال ہے اس طرح اس کے اسلحہ کی فروخت بھی جاری ہے اور فوجی عملہ کا خرچ بھی پورا ہو رہا ہے اور اسی طرح کچھ خوشحال ممالک کے مال و زر سمیٹنے کی خاطر ان کو تمدنی زندگی کا عادی بنا کر اپنی مصنوعات کی کھپت کے امکانات بڑھالئے ہیں۔

دوسری طرف ان حکمرانوں نے معاشرتی خرابیوں اور اخلاقی پستیوں سے کامل طور پر صرف نظر کرلیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جرائم و رہزنی کا تناسب حیرت انگیز طریقہ پر بڑھتا جا رہا ہے اس کا ذکر امریکہ کے سفرناموں میں اور امریکہ سے متعلق عالمی اداروں کی رپورٹوں میں ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کا مشاہدہ امریکہ کا سفر کرنے والے کرتے رہتے ہیں' ملکی فضا ایسی سنگین ہے کہ شام کے وقت گھر سے نکلنا خطرے سے خالی نہیں' اور بعض علاقے اور گلیاں تو ایسی بھی ہیں کہ ان سے ہو کر گزرنا گویا موت کو دعوت دینا ہے' اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سیاہ

اور بھوک مری کا شکار ہے وہ اس طرح کے جرائم میں زیادہ ملوث ہیں لیکن اس کی ذمہ داری امریکی حکومتوں پر ہے جنہوں نے ان کو علم و تربیت اور اقتصادی ترقی کے مواقع سے دور رکھا اور اب تو یہ ذہنیت سفید فام عوام کے اندر بھی کافی حد تک پروان چڑھ چکی ہے' بچوں اور عورتوں پر ان کے گھروں تک میں گھس گھس کر ستم ظریفی کرنے اور ڈاکہ زنی کی واردات معمولی واقعات بن گئے ہیں' جرائم کی ذہنیت امریکیوں پر اس طرح مستولی ہے کہ ان کی فلمیں اور ناولیں جرائم ہی کے کردار پیش کرتی ہیں اس کی بڑی وجہ یہودیوں کا تسلط ہے جو سماج کو جرائم کا عادی بنانے کا عزم رکھتے ہیں اور ان کا صحافت' ریڈیو اور ٹیلیویژن پر پورا قبضہ ہے۔

یہاں تک قومیت اور رنگ و نسل کے بھید بھاؤ کا تعلق ہے تو یہ امریکہ میں دیگر ممالک کے مقابلہ میں نقطہ قیاس سے بھی متجاوز ہے' کچھ عرصہ قبل کثیر الاشاعت بین الاقوامی مجلہ "اکنومسٹ" نے ایک رپورٹ شائع کی تھی جس میں سیاہ فاموں پر سفید فاموں کی زیادتیوں اور ظالمانہ رویہ کا ذکر کیا تھا اور لکھا تھا کہ ایک درجن سے زائد گرجاؤں کو نذر آتش کردیا گیا' ان واقعات میں اس حد تک اضافہ ہوا کہ امریکی صدر بل کلنٹن کو ان علاقوں کا دورہ کرنا پڑا جو ان دلدوز حادثات سے بری طرح متاثر تھے اور انہوں نے یہ اعلان کیا تھا کہ وہ ان واقعات کی روک تھام کے لئے سخت کارروائیاں کریں گے۔ اور اس

سن بچے بھی شریک ہیں' مجلہ "اکنومست" کے شمارہ ۲۴ اگست ۱۹۹۶ء میں نسلی اور قومی بھید بھاؤ اور کالوں کے دلوں میں گوروں کے خلاف جو نفرت و بغض ہے اس کے سبب ان کے درمیان اسلام کی مقبولیت اور پھیلنے کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں سے کثیر تعداد پولیس فرخان اور ان کی تحریک سے وابستہ ہے جس کا قیام ابھی حال ہی میں عمل میں آیا ہے' یہ خالص اسلامی تحریک ہے۔

فرخان ۴ فیصد سیاہ فام مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے ہیں' وہ لکھتا ہے کہ "فی الحال امریکہ میں ۶۰ سے ۸۰ لاکھ تک مسلمان آباد ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ آئندہ بیس سالوں کے اندر اندر ان کی تعداد یہودیوں سے بھی زیادہ ہوجائے گی۔ اور مسلمان امریکہ میں سب سے بڑی اقلیت کی صورت میں ابھر کر سامنے آئیں گے"۔ سیاہ فارم عوام کا حلقہ بگوش اسلام ہونا روز افزوں ہے کیونکہ ۹۰ فیصد امریکی مسلمان سیاہ فام ہی ہیں' بعض محکمے کے اندازے کے مطابق ان کی تعداد بیس لاکھ سے بھی زائد ہے۔ اور اس زیادتی کا تجربہ ملک کے ہر گوشے میں کیا جاسکتا ہے۔

یہی مجلہ آگے چل کر امریکی سیاہ فام مسلمانوں کی اصل کا سراغ لگاتے ہوئے لکھتا ہے:

"امریکی مسلمانوں کی تاریخ غلاموں کے عہد وار آمدگی سے ملتی ہے کیونکہ امریکہ آنے والے غلاموں کی ایک معتدبہ تعداد مغربی افریقہ کی تھی۔ اور وہ سب کے سب مسلمان تھے' یہی وجہ ہے کہ امریکہ میں کالے عوام اس کا دعوی کرتے ہیں کہ ان کا اصل مذہب اسلام ہے"۔ سیاہ فام عناصر کا اسلام قبول کرنا [illegible] ایک حقیقت ہے۔ لیکن امریکہ

میں اسلام پھیلنے کے اور اسباب بھی ہیں جن کو نظر انداز کیا ہے۔ اسلام قبول کرنے والوں میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو براہ راست اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں' یا اسلامی معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہیں اور اسلامی نظریہ حیات کا تجربہ کرتے ہیں۔ اگرچہ محدود پیمانہ پر ہی سہی' بجز از خود دائرہ اسلام میں داخل ہو کر سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔ ایسے اسلام قبول کرنے والوں کے واقعات اسلامی صحافت میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں اور مختلف رسائل و مجلات ان کی اسلامی اور غیر اسلامی دونوں زندگیوں کے انقلابانہ تاثرات بھی شائع کرتے رہتے ہیں۔

جرائم پیشہ حلقوں میں اسلامی دعوت کا اچھا کردار ہے' یہاں تک کہ جیلوں میں بھی ہزاروں جرائم پیشہ لوگ اس کے اثر سے اسلام کے حلقہ بگوش ہو رہے ہیں' وہ پورے اخلاص کے ساتھ توبہ کرتے ہیں' ان حلقہ بگوشان اسلام میں ایک بڑی تعداد باکسروں اور کھیل کے بازوں کی بھی ہے' اور فنکاروں کی بھی' ایسی صورتحال میں جبکہ امریکی معاشرہ قتل و غارتگری اور قومیت و عصبیت کی آگ میں جھلس رہا ہے۔ ایک ایسا معاشرہ پیکر وجود میں آ رہا ہے جو مواسات و مساوات' اخوت و بھائی چارگی اور صلح و آشتی کا درس دے رہا ہے۔

اسی طرح ہزاروں فوجی افراد نے امریکہ میں اسلام قبول کیا ہے۔ اور اس تعداد میں روز افزوں اضافہ کے سبب حکومت کو فوجی چھاؤنیوں میں ائمہ و دعاۃ کا تقرر کرنا پڑ رہا ہے ان میں اکثروں نے اسلامی ممالک میں اپنی ڈیوٹی انجام دینے کے دوران اسلام قبول کیا جہاں انہوں نے اپنے عملی معاشرے کا عینی مشاہدہ کیا' چنانچہ انہیں ان دونوں معاشروں کے درمیان بڑا واضح فرق محسوس ہوا۔

امریکہ مع اپنے حلیف ممالک برطانیہ اور فرانس کے اسلامی بنیاد پرستی سے برسرپیکار ہے اور اب روس بھی اس کا ہمسفر و ہمرکاب ہو گیا۔ اور اسے یورپی تمدن کا سب سے بڑا دشمن قرار دے رہا ہے' اس کو یہ معلوم نہیں کہ وہ آتش فشاں پر کھڑا ہے۔ جو کسی وقت بھی اسے خاکستر بنا سکتا ہے' آج اس کا معاشرہ شکست و ریخت کا شکار ہے اس کی عائلی زندگی کا جنازہ نکل چکا ہے اور وہاں کے واردات جرائم نقطۂ قیاس سے بھی متجاوز ہیں' یہاں تک کہ آدمی اپنے گھر میں بھی مامون نہیں' کلب بھی اس سے مستثنیٰ نہیں بلکہ یہ خود فتنہ و فساد' ظلم و تشدد کا لالہ اور گہوارہ بن رہے ہیں۔ گرجا کے پادریوں کے اعترافی بیانات اس سلسلے میں پڑھنے کو مل رہے ہیں۔

آج وہی لوگ جن کا وظیفہ حیات بھی یہ تھا کہ امن و آشتی' صلح و صفائی کا درس دیں' خود جرائم کا ارتکاب کر رہے ہیں' دہشت و تشدد کی آگ بھڑکا رہے ہیں۔ گزشتہ کئی یورپی ملکوں میں کلب کے ذمہ داروں پر جنسی جارحیت اور بچوں کے استحصال کے الزامات لگے اور مقدمات قائم ہوئے' وہاں مذہب اور اخلاق کی طاقت ختم ہو چکی ہے۔ ایسی صورت میں اسلام ہی ایک سہارا ہے۔ آج امریکہ تو اس کا زیادہ حاجت مند ہے اس لئے کہ اس کا معاشرہ سب سے زیادہ متاثر ہے۔

ہمارے داعیان اسلام کے لئے یہ بڑا سنہری موقع ہے کیونکہ امریکہ باہری دنیا کے ناساز گار حالات سے فائدہ اٹھا رہا ہے' اپنا اقتدار جمانے کے چکر میں پھنسا ہوا ہے' اور اپنی پوری توانائی ادھر ہی صرف کر رہا ہے اور خود اس کے گھر میں شقاوت و بدبختی جراثیم کی طرح پھیلتی جا رہی ہے' لہٰذا ہمارے داعیان اسلام اور شیدائیان ملت اگر اپنی اجتماعی کوششوں میں لگ جائیں تو امریکہ کی یہ اندرونی کمزوری خود ان کے لئے اسلام کی مقبولیت کو عام کرنے میں مفید اور معین ثابت ہوگی۔ اور اس کے جب امریکی معاشرے کے اندرون قلب میں اترنے کا موقع فراہم ہو سکتا ہے' لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس کے لئے خالص دینی اور دعوتی پالیسی اختیار کرنی ہوگی اور تعلیمات اسلام کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں منطبق کرنا ہوگا' اور اپنے معاشرے کو جرائم اور ظلم و فساد اور مادی تصور سے پاک کرنا ہوگا' امریکی عوام کے سامنے اسلامی نظام زندگی کا مکمل صحیح اور روشن نمونہ پیش کرنا ہوگا جس میں انسان اپنا کھویا ہوا سکون و اطمینان' بگڑے ہوئے اخوت و بھائی چارگی کے تعلقات اور بجھے ہوئے جذبہ ایثار و قربانی کو دوبارہ جوش دے کر شعلہ بار کر سکتا ہے۔

○

بقیہ : غدار پاکستان

مطلب نہیں کہ میرا باپ حبیب الرحمن مر جائے اور کل کو دوسرا شخص آ کر کہے کہ میں تمہارے باپ حبیب الرحمن مرحوم کا بروز ہوں' اور بیٹے حبیب الرحمن بن کر تمہارے پاس آیا ہوں لہٰذا تمام حقوق پدری مجھ سے بجا لاؤ اور میں رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس موذی کو باپ تسلیم کر لوں ..... نہیں ..... بلکہ اگر مجھ میں ذرا بھی انسانی غیرت ہوگی تو میں اس ناہنجار کے جوتے رسید کروں گا۔

اب اس بے غیرتی اور دیوثی کا تماشا دیکھئے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا پوتا مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں "محمد رسول اللہ" ہوں اور مسلمان کہلائے اور محمد رسول اللہ کو ماننے والے اس سے رواداری کا درس دیتے ہیں۔

بقیہ : قادیانیت

کو تقویت بخشنے کی تدبیر کی جو اسلام دشمنی اور کفر دوستی کی واضح مثال ہے۔ جہاد کے بارے میں اسلام کی تعلیمات پر غور فرمائیں۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کتب علیکم القتال (تم پر جہاد فرض ہے) نیز فرمایا۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم (اے مسلمانو! تم استطاعت بھر طاقت کو اپنے اور اللہ

کے دشمنوں کے خلاف انہیں زیر کرنے کے لئے مجتمع کرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' جہاد قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ نیز فرمایا ما ترک قوم الجہاد الا اذلہ اللہ جو قوم بھی جہاد چھوڑے گی اللہ تبارک و تعالے ضرور اسے ذلیل و رسوا کرے گا۔

اخبار ختم نبوت

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کا فیصلہ

لاہور (نمائندہ خصوصی) کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ میں قادیانیوں کو احمدی لکھنے کے سلسلہ میں وزارت داخلہ کی ہدایت وعدہ کے باوجود واپس نہ لینے پر شدید احتجاج کیا ہے اور اس بارے میں وزیر داخلہ چودھری شجاعت حسین سے ملاقات کرکے انہیں عامۃ المسلمین کے جذبات سے آگاہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ فیصلہ آج مجلس عمل ختم نبوت کے ایک اجلاس میں کیا گیا جو دفتر ختم نبوت مسلم ٹاؤن لاہور میں مرکزی نائب صدر علامہ علی غضنفر کراروی کی زیر صدارت منعقد ہوا اجلاس میں مولانا زاہد الراشدی' مولانا عبداللطیف انور' علامہ زبیر احمد ظہیر' پروفیسر محمد ظفر اللہ شفیق' مخدوم منظور احمد تونسوی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' سردار محمد خان لغاری' جناب لیاقت بلوچ' مولانا عبدالمالک اور مولانا عبدالرزاق نے شرکت کی' اجلاس میں اس امر کو انتہائی افسوسناک قرار دیا گیا کہ گورنر پنجاب نے مجلس عمل کے وفد کے ساتھ ملاقات میں واضح طور پر یقین دہانی کرائی تھی کہ قادیانیوں کو احمدی لکھنے کی ہدایت واپس لینے کا فیصلہ ہو گیا ہے اور اس سلسلہ میں جلد ہی نیا سرکلر جاری کر دیا جائے گا لیکن ایک ماہ سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک یہ ہدایت واپس نہیں لی گئی اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ وزارت داخلہ کے اعلی حکام کے اس طرز عمل پر شدید احتجاج کرتے ہوئے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے اس کا فوری نوٹس لینے کا مطالبہ کیا گیا ہے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مارچ کے تیسرے ہفتے میں اسلام آباد میں کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا مرکزی اجلاس طلب کیا جائے گا جس میں قادیانیوں کے بارے میں حکومت کے بدلتے ہوئے طرز عمل کا جائزہ لے کر تحریک ختم نبوت کے آئندہ لائحہ عمل کا تعین کیا جائے گا۔

عند اللہ الاسلام

سعودی عرب میں صرف تین ماہ کے مختصر عرصہ میں ۵۷۲ غیر مسلم افراد نے اسلام قبول کیا جن میں ۲۴۵ خواتین بھی شامل ہیں۔ ان نومسلم افراد کا تعلق مختلف ملکوں سے بتایا جاتا ہے۔ مگر ان میں اکثریت فلپائن' سری لنکا اور بھارت سے تعلق رکھتی ہیں جو سعودی عرب کے مختلف فرموں میں ملازم ہیں۔

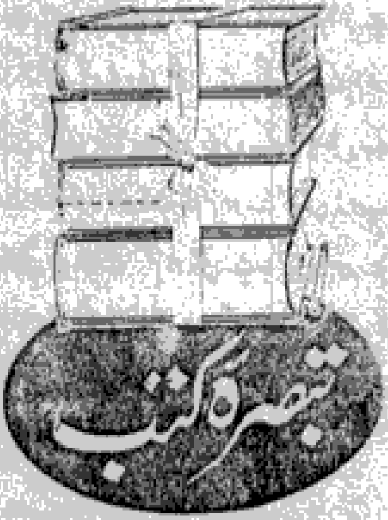

وخیر جلیس فی الزمان کتاب

(زمانہ میں بہترین ساتھی اور ہم نشین کتاب ہے)

تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب: سنت نبوی اور جدید سائنس

تحقیق و تصنیف: حکیم محمد طارق محمود چغتائی (گولڈ میڈلسٹ)

ناشر: شعبہ تحقیق و تصنیف دارالمطالعہ بالمقابل جامع مسجد بازار والی حاصل پور شہر ضلع بہاولپور

ضخامت: ۴۷۵ صفحات

قیمت: ۱۷۵ روپے

☆ خوبصورت و مضبوط جلد ☆ اعلی کاغذ ☆

عمدہ کتابت

زیر نظر کتاب جناب حکیم محمد طارق محمود چغتائی صاحب کی سالہا سال کی شب و روز محنت و کاوش کا علمی و تحقیقی شاہکار ہے

جن حقائق کی تلاش میں آج سائنس دان ٹھوکریں کھا رہے ہیں' قرآن و حدیث انہیں آج سے ۱۴۱۷ سال قبل بیان کر چکا ہے اور یورپی ماہرین سالہا سال کی تحقیق کے بعد جب رزلٹ کا دریچہ کھولتے ہیں تو سامنے سنت نبوی' نظر آتی ہے۔ اسی کو بیان کرتے ہوئے جناب حکیم صاحب پہلے ہی صفحہ پر سبب تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "میرا مطلوب و مقصود اتباع سنت ہے نہ کہ اتباع سائنس چونکہ انسان طبعاً" روح کی طرف مائل ہوتا ہے اس لئے سنتوں کی سائنسی تائید کی ورنہ سنتیں سائنس کی قطعاً" محتاج نہیں"۔ کتاب میں سنت اور سائنس' سنت اور نفسیات' سنت اور میڈیکل' سنت اور اصول حفظان صحت وغیرہ پر سائنٹیفک موازنہ اور تحقیق موجود ہے نیز حیرت انگیز عالمی تحقیقاتی انکشافات بھی ہیں۔ علماء اسکالرز' محققین' انجینئرز' ڈاکٹرز' حکیم حضرات' اساتذہ دینی مدارس اور یونیورسٹی' کالجز کے طلباء اور ہر طبقہ کے لئے قابل قدر بیش بہا عام فہم علمی تحفہ ہے۔ یقیناً" یہ کتاب علمی و تحقیقی کتب میں ایک انتہائی عمدہ اضافہ ہے۔

صحیفہ رحمانیہ

اہل علم حضرات سے ایک ضروری گزارش

قارئین ہفت روزہ ختم نبوت اور دیگر اہل علم حضرات سے ایک ضروری گزارش ہے کہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیروی رحمتہ اللہ علیہ خانقاہ رحمانیہ 'مونگیر صوبہ بہار (بھارت) نے اپنے زمانہ حیات میں رد قادیانیت پر سو سے زائد کتب و رسائل شائع فرمائے۔ علاوہ ازیں آپ نے صحیفہ رحمانیہ کے نام سے سلسلہ رسائل بھی شائع فرمائے۔ صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۲ دفتر مرکزیہ کی لائبریری میں موجود ہے۔ نہ معلوم اس کے بعد بھی آپ نے اس سلسلہ کے کتنے نمبر شائع کئے۔

اس وقت "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کی مرکزی لائبریری ملتان میں صحیفہ رحمانیہ نمبرز ۴' ۵' ۶' ۸' ۹' ۱۰' ۱۱' ۱۲' ۱۳' ۱۷' ۲۲ موجود نہیں ہیں اور اگر صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۲ کے بعد بھی نمبرات ہوں تو وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اندرون و بیرون ملک کے جملہ اہل علم حضرات سے استدعا ہے کہ کسی کے پاس مندرجہ بالا صحیفہ رحمانیہ کے نمبرات موجود ہوں تو ان کے عمدہ فوٹو اسٹیٹ کر کے رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال فرمائیں۔ فوٹو اسٹیٹ اور ڈاک کے جو اخراجات ہوں گے وہ دفتر مرکزیہ ادا کرے گا۔ یہ بہت بڑی علمی معاونت ہوگی۔ اگر اصل ارسال فرمائیں گے تو ان کے فوٹو کرا کر اصل رجسٹرڈ ڈاک سے واپس کر دیں گے۔ امید ہے کہ اس دینی و علمی معاونت میں کوتاہی نہیں فرمائیں گے۔ یہ صدقہ جاریہ ہوگا۔ اللہ رب العزت توفیق مرحمت فرمائیں۔

رابطہ کے لئے : حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

صدر دفتر ملتان پاکستان (فون : ۵۱۴۱۲۲)

طب اسلامی کا سستا، آسان اور کم قیمت علاج

شوگر کورس ۴۰ یوم جریان کورس ۴۰ یوم کمزوری کا کورس ۴۰ یوم

بال گرنے بند ۴۰ یوم مہاسے اور جھائیاں ۴۰ یوم مرگی کا کورس ۴۰ یوم

صرف ۳۰۰ روپے ارسال کریں اور گھر بیٹھے بٹھائے علاج کرائیں کوائف مرض صاف اور واضح لکھیں۔ یا بالمشافہ ملیں۔

اوقات کار صبح ۱۱ تا ۱ بجے تک شام ۵ تا ۹ بجے تک

حکیم محمد یونس (ایم اے)

ایل سی ۱۶۷-- جیکب لائن پرانی نمائش بس اسٹاپ پر اتر کر نظامی روڈ سے ہوتے ہوئے 'دواخانہ واقع منورہ روڈ پہنچ جائیں۔

پتہ : یونس دواخانہ ۱۶۷۔ L.C سینٹر جیکب لائن گلشن ظہور سیکٹر اے ۲ کراچی نمبر ۳

تحفۂ قادیانیت کی تیسری جلد

مؤلفہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم

الحمد للہ ثم الحمد للہ حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کی کتاب تحفہ قادیانیت کی تیسری جلد شائع ہو گئی ہے اس میں حضرت اقدس کی پانچ کتب و مقالہ جات شامل ہیں۔ جن میں سے تین پہلی بار شائع ہوئے ہیں۔

عنوانات

○ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ چودہ صدیوں کے اکابر کی نظر میں

○ مرزا غلام احمد کا مقدمہ اہل عقل و انصاف کی نظر میں

○ نزول عیسیٰ علیہ السلام چند تنقیحات و توضیحات

○ ترجمہ مقدمہ عقیدۃ الاسلام ○ مہدی آخر الزمان اور فرقہ مہدویہ

☆ منجملہ خصوصیات کے ایک یہ بھی ہے کہ یہ مکمل حیات عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر جامع انسائیکلوپیڈیا ہے۔

صفحات ۶۷۲۔ کاغذ سفید گلیز عمدہ طباعت 'انتہائی اعلیٰ' کتابت جدید کمپیوٹر' اغلاط سے پاک ٹائٹل چہار رنگا' جلد مضبوط و پائیدار' قیمت دو سو روپے۔ قیمت جلد اول ۱۵۰ روپے' جلد دوم۔ ۱۵۰ روپے۔ جلد سوم ۲۰۰ مکمل سیٹ خریدنے پر رعایتی قیمت ۳۵۰ روپے۔ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے وی۔پی نہ ہوگی۔

ملک بھر کے عالمی مجلس کے دفاتر سے مل سکتی ہے۔ یا براہ راست دفتر مرکزیہ سے حاصل کریں

رابطہ کے لئے : ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون : ۵۱۴۱۲۲

REGD. NO. SS. 160